

مطابع الحسنه

جده



كتاب

الكتاب

دستبندی

وَعَاتِ مُجْلِسِ دِيَكَارِ غَالِبٍ
بَسَا يُونِيورِسِيٌّ، لَاهُو



۱۰

دِنیوں کی تہذیب

مئرزا سُلَطَان غَالِبٍ

باہتمام

عبدالشکور جس

۱۹۶۹

محلسہ بادکار عالیہ



محلس

صدرِ محلس

پروفیسر محمد حمید خان ستارہ پاکستان وائس چندر پنجابیون یورسٹی لاہور

ارکان

جناب عبید الرحمن حنفیانی لاہور

مولانا غلام رسول مهر لاہور

پروفیسر داکٹر سعید اللہ سابق صدر شعبہ فاسقہ اسلامیہ کالج رسول لاہور

سید امیاز علی تاج، سینکڑی محلس ترقی ادب لاہور

مولانا حامد علی خان، مدیر موسسہ مطبوعات فرنیکلن لاہور

کمیٹی عبید الواحد موسسہ مطبوعات فرنیکلن لاہور

ڈاکٹر جمیں ایس اے رحمن سابق چیف جمیں پاکستان لاہور

پروفیسر داکٹر فائزی سعید الدین احمد صدر شعبہ اموم طلباء پنجابیون یورسٹی لاہور

گروپسین سید فیاض محمود ناظم شعبہ تاریخ ادبیات پنجابیون یورسٹی لاہور

پروفیسر داکٹر سید غبید اللہ صدر دائرۃ المعارف اسلامیہ پنجابیون یورسٹی لاہور

ڈاکٹر شیخ محمد اکرم ناظم ادارہ تھافت اسلامیہ لاہور

و پیغمبر اکرم محمد باقر، پیغمبر اور نبی کا رجح و صد رشتبہ فارسی پیغمبر یورسی لایہو
سید وقار عظیم غالب پ فیض اردو پنجاب بونیورسٹی لایہو
سید وزیر الحسن عابدی ریڈر شعبہ فارسی پنجاب بونیورسٹی لایہو
جناب احمد ندیم قاسمی، مدیر محب لئے فنون لایہو
و پیغمبر اکرم عبادت بر بلوی، صدر شعبہ اردو پنجاب بونیورسٹی لایہو
جناب صندر میر روزنامہ پاکستان ٹائمز لایہو
و پیغمبر اکرم محمد اجمل، صدر شعبہ نقیقات گورنمنٹ کا رجح لایہو
و پیغمبر اختر اقبال کمالی، شعبہ انگریزی اسلامیہ کا رجح رسول لائنز لایہو
ڈاکٹر وحید قریشی، ریڈر شعبہ اردو پنجاب بونیورسٹی لایہو
جناب انتظام حسین روزنامہ مشرق لایہو
جناب اقبال حسین، شعبہ تاریخ ادبیات پنجاب بونیورسٹی لایہو

معتمد

ڈاکٹر آفتاب احمد خان، جائینٹ سیکرٹری فی زارتِ عاد و شریعت حکومتِ پاکستان دکھ
ڈاکٹر عبدالرشد کوہاں، ریڈر شعبہ فارسی پنجاب بونیورسٹی لایہو

نائب معتمد

سید سجاد باقر ضوی، لیکچر انگریزی بونیورسٹی اور نبی کا رجح لایہو

پیش فاطمہ

مجلس یادگارِ غالب کا قیامِ پنجاب یونیورسٹی کے ایک فیصلے کے مطابق عمل میں آیا اور پروفیسر جمیلہ احمد خاں صاحب اس کے صدر مقرر ہوتے۔ مجلس نے غالب کی یاد کو تازہ رکھنے کے لیے جو کتابیں شائع کرنے کا منصوبہ بنایا تھا انھیں میں غالب شناسوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

یونیورسٹی کے ایک اور فیصلے کی رو سے شعبۂ اردو میں گرسیِ غالب فائدہ ہوئی۔ میں مرست کے ساتھ اعلان کر رہا ہوں کہ اس اسمی پروفیسر سید وقار عظیم کا تقرر کیا جا چکا ہے۔

(پروفیسر) علامہ الدین صدیقی

وائس چانسلر، جامعہ پنجاب

لاہور

سینٹ ہال

ماج ۱۹۶۹ء

الحال

فروری ۱۹۶۹ء میں مرا زاغالب کی وفات پر ایک سو برس پورے ہوئے ہیں۔ اس موقع کی مناسبت سے پنجاب یونیورسٹی نے شاعر کی عظمت کے اعتراف کے طور پر نہ صرف شعبۂ اردو میں ایک پروفیسر کی نئی اسمی "کرسنی گاہ" قائم کی ہے، بلکہ مجلس سیاست گار غالب کے تعاون سے ایک سلسلہ مطبوعات شائع کرنے کا اہم بھی کیا ہے۔ یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

مجلس سیاست گار غالب کے قیام کی تحریک جنوری ۱۹۶۷ء میں ڈاکٹر آفتاب احمد خان نے کی۔ وہ مجلس کے پہلے معمتمد اور سید سجاد باقر ضوی شریک معمتمد مقرر ہوئے۔ ڈاکٹر آفتاب احمد خان کے لاہور سے ڈھاکے کے متعلق ہو جانے پر ڈاکٹر عبید شکور احسن مجلس سیاست کے دوسرے معمتمد قرار پاتے۔

اوائل ۱۹۶۸ء میں جب ہمارا سلسلہ کتب طباعت کے مرحلے میں داخل ہوا تو مجلس سیاست کو ڈاکٹر محمد باقر کی مدد اعانت اور مشورہ بھی قدم قدم پیشہ رہا۔ جن ارباب فکر و نظر نے مجلس کی درخواست پر اس سلسلہ کتب کی ترتیب پالیف یا تصنیف میں حصہ لیا اُن میں سے ہر ایک کا نام متعلقہ کتاب کے نام و رق

کی زینت ہے مجلسِ یادگارِ غالب کے ارکان کے ناموں کی پوری فہرست
اس کتاب کے شروع میں الگ شائع کی جا رہی ہے۔

مجلس کے سلسلہ مطبوعات میں سب سے پہلے مرزا غالب کی تصانیف آتی
ہیں جو اردو اور فارسی نظم و مسرمشتمل ہیں۔ یہ تصانیف نفسِ مضمون کی رعایت
سے یا موزونی صناعت کا سھانٹ کر کے مختلف جلدوں میں تقسیم کر دی گئی ہیں۔

ان سب کتابوں پر مؤلفین نے دیباچہ لکھے ہیں اور حسبِ ضرورت حواشی کا
اضافہ بھی کیا ہے۔ نیزہ بان تک ممکن ہو سکا وستیاب وسائل کی بدی
ہر قسم کی تصحیح کی ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ مرزا غالب کی تصانیف میں
سے کوئی کتاب رونہ جائے۔ چنانچہ ان کی بعض نگارشات جو مرور زمانہ
سے تقریباً ناپید ہو چکی تھیں، اب پھر ان نظر کے ہاتھوں ہیں پہنچ رہی ہیں۔
دیوانِ غالب کا نسخہ حمید یہ، جسے صدر مجلس نے مرتب کیا ہے، ایک پہلے
فیصلے کے مطابق مجلسِ ترقی ادب، لاہور کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔
غالب کی صرف یہی ایک کتاب مجلسِ یادگارِ غالب کی مطبوعات میں شامل نہیں۔
مرزا غالب کی تصانیف کے علاوہ مجلس کی مطبوعات میں وہ کتابیں
بھی شامل ہیں جن میں اس بیکانہ روزگار کے شخصی، فتنی اور فکری کمال کا احاطہ
کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو انگریزی دان لوگ اردو میں جانتے ہوئے

غالب کے فکر و فن سے متعارف کرنے کے لئے ایک منفصل کتاب انگریزی میں شائع کی جا رہی ہے۔ ایک اور کتاب میں غالب پر شائع شدہ مواد کے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ پھر اس سوال کا جواب کہ ”میں نے غالب سے کیا پایا؟“ ایک تیسری کتاب کی بنیاد بنا کیا گیا ہے۔ اس میں متعدد غالب شناس حضرات کے ذاتی تاثرات جمع کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک اور مجموعے میں گذشتہ ایک سو برس کی تجربہ غالب کا خاکہ ادبیات کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ کتاب 1969ء میں شائع ہو رہی ہیں۔ گویا ان کی تاریخ اشتافت سے مرزا غالب کی حیات بعدِ ممات کی دوسری صدی شروع ہوتی ہے۔ مجلس کو اقتین ہے کہ اس دوسری صدی میں غالب کے قبولِ عام کی سہ جدیں کچھ اور وسیع ہو جائیں گی۔ خدا کرے کہ دنیا کو ہند اسلامی مدن کے آخری ترجمان سے روشناس کرانے میں محالیں کی یہی سعی رائگانہ ہے جانتے

محمد احمد حنفی
صدر مجلس یادگار غالب
جامعہ پنجاب، لاہور

سینیٹ ہال
فروری 1969ء

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحيح
۱	حاشیہ	۲۲ ص	۶۱ ص
۲	۱۶	(۳) ۲	۳، ۲
۳	۱۹	۱۸۵۷	۱۸۵۸
۵	۱	العلمہ طاقتہ	العلمہ طاقتہ
۱۵	۵	گاؤ	گلو
۲۳	۳	ابوابشر	ابوالبشر
۳۳	۶	زخشم	ز خشم
۵۰	۳	در	دار
۷۹	۱۸	(پنسن)	‘پنسن’
۸۲	۲	سر چشمہ	سر چشمہ

مقدمہ میں جہاں کہیں متن کے کسی صفحے کا حوالہ دیا گیا ہے
کتاب میں اس سے ایک صفحہ پیچھے دیکھئے ۔

مقدمہ

میرزا غالب کی تصنیف دستیبو ۱۸۵۷ع کے خونیں ہنگامے کا مختصر روزنامچہ ہے اور ان واقعات پر مشتمل ہے جو خود میرزا پر گزرے یا انہوں نے دوسروں کی زبانی سنئے - فرمائے ہیں :-

سر تا سر این نگارش یا آنست کہ بر من همیزود ، یا آن خواهد بود کہ شنیدہ میشود (۱)

سنے ہوئے واقعات کی صحت کا ان کو پورا یقین ہے باکہ انہیں ”رازہای ناشنیدہ“ کے سنئے اور یان کرنے کا دعویٰ بھی ہے :

اگر آن گفتہ ام کہ شنفته ام کس گان نبرد کہ ناراست شنودہ باشم یا کاست سرو دہ باشم رازہای نا شنیدہ از هر سو فراز آرم ، و رازدانانہ روی به نبشن راز آرم (۲)

دستیبو کی اس اہم روداد کی مدت مئی ۱۸۵۷ع سے ۳۱ جولائی ۱۸۵۸ع تک

از ”مئی“، سال گذشته تا ”جولائی“، سال یک هزار و هشت صد و پنجاہ و هشت روداد نبشدہ ام و از یکم ”اگست“، خامہ از دست فروہشته ام (۳)

اس روزنامچے کا آغاز کیسے ہوا؟ اس کے بارے میں میرزا چودھری عبدالغفور خان سرور مارھروی کو لکھتے ہیں :

۱۱ مئی ۱۸۵۷ع کو یہاں فساد شروع ہوا۔ میں نے اسی دن گھر کا دروازہ بند اور آنا جانا موقوف کر دیا۔ بے شغل زندگی بسر نہیں ہوتی۔ اپنی سرگذشت لکھنی شروع کی۔ جو سنایا وہ بھی فرمیا: سرگذشت کرتا گیا۔^(۱)

یہ سرگذشت ۱۸۵۸ع میں دستنبو کے نام سے مطبع مفید خلائق آگرہ میں منشی ہر گوپال تفتہ کے زیر احتیاط شائع ہوئی۔ آگرے میں طباعت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ دہلی میں اب کوئی مطبع باقی نہیں رہا تھا اور تھا تو طباعت کا انتظام تسلی بخش نہیں تھا۔ تفتہ کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

یہاں کوئی مطبع نہیں۔ سنتا ہوں ایک ہے۔ اس میں کاپی نگار خوش نویس نہیں۔ اگر آگرہ میں اس کا چھاپا ہو سکے تو مجھے کو اطلاع دو۔ اس تمہیدستی اور بی نوائی میں پچیس کا خریدار ہو سکتا ہوں۔ لیکن صاحب مطبع اتنے پر کیون مانے لگا اور البتہ چاہیے کہ اگر ہزار نہ ہوں تو پانچ سو جلد تو چھاپی جائے۔^(۲)

کتاب کی طباعت کے بارے میں میر مہدی مجروح کے نام ایک خط سے مزید تفصیلات ملتی ہیں:

... منشی امید سنگھ اندور والے دلی آئے تھے۔ سابقہ معرفت مجھ سے نہ تھا۔ ایک دوست ان کو میرے گھر لے آیا۔ انہوں نے وہ نسخہ دیکھا۔ چھپوانے کا قصد کیا۔ آگرے میں میرا شاگرد رشید منشی ہر گوپال تفتہ تھا۔ اس کو میں نے لکھا۔ اس نے اس احتیاط کو اپنے ذمے لیا۔ مسودہ بھیجا گیا۔ صاحب مطبع نے بشمول منشی ہر گوپال تفتہ چھاپنا شروع کیا۔^(۳)

(۱) خطوط غالب۔ مرتبہ غلام رسول مہر۔ لاہور۔ تیسرا ایڈیشن (۱۹۶۲ع) ص ۲۷۷

(۲) ایضاً۔ ص ۱۶۲

(۳) ایضاً۔ ص ۲۸۸

میرزا کی خواہش تھی کہ کتاب اچھی چھیئے۔ ان کے مکاتیب میں بار بار دستنبو کا ذکر آتا ہے۔ طباعت و تجلید کے سلسلے میں منشی ہر گوپال تفتہ، منشی نبی بخش حقیر اور میرزا حاتم علی ییگ وغیرہ کے نام کشی خطوط ملتے ہیں جن میں تفصیلی هدایات دی گئی ہیں۔ درحقیقت انہوں نے اس سلسلے میں ایک ”کونسل“، بنا دی تھی (۱)۔ حقیر کے نام کاہی کی تصحیح تھی۔ حاتم علی ییگ کے ذمے جلد بندی کے فرائض تھے اور تفتہ کا کام عام نگرانی کرنا تھا۔ دستنبو کی طباعت میں میرزا یہ اہتمام بوجوہ ضروری سمجھتے تھے۔ تفتہ کو لکھتے ہیں :

صاحب کبھی نہ کبھی میرا کام تم سے آپڑا ہے اور پھر کام کیسا کہ جس میں میری جان الجھی ہوئی ہے اور میں نے اس کو اپنے بہت سے مطالب کے حصول کا ذریعہ سمجھا ہے۔ خدا کے واسطے پہلو تھی نہ کرو اور بہ دل توجہ فرماؤ۔ کاہی کی تصحیح کا ذمہ بھائی (۲) کا ہو گیا ہے۔ چہ جلدوں کی آرستگی کا ذمہ برخوردار عبداللطیف (۳) کا کر دو۔ میری طرف سے دعا کہو اور کہو کہ تمہارا بوڑھا اور مفلس چچا ہوں۔ تصحیح بھائی کریں، تزئین تم کرو... (۴)

ایک دوسرے خط میں تفتہ کو یوں ہدایت فرماتے ہیں :

والله یے مبالغہ کہتا ہوں کہ بھائی نبی بخش صاحب بہ دل متوجہ ہوں تو اگر احیاناً اصل نسخہ میں سہو کاتب سے غلطی واقع ہوئی ہو تو اس کو بھی صحیح کر دیں گے..... خدا کرے انجام تک یہی قلم، یہی خط اور یہی طرز تصحیح چل جائی۔ جدول

(۱) ایضاً۔ ص ۲۲۱

(۲) منشی نبی بخش حقیر۔

(۳) حقیر کے بیٹے۔

(۴) خطوط غالب۔ ص ۱۶۷۔

بھی مطبوع ہے۔ پہلے صفحے کی صورت اور دوسرے صفحے کی لوح
بھی خدا چاہے تو دل پسند اور نظر فریب ہوگی (۱)

اس کے بعد کاغذ کی نوعیت، کاپی کی سیاہی کا رنگ اور کیفیت اور جلدیوں کی
قیمت کے بارے میں مشورہ و ہدایت ہے۔ بظاہر تفتہ نے کتاب کی صحافی اور
نقاشی دہلی ہی میں کرانے کا مشورہ دیا تھا۔ اس کا حسرت آمیز جواب یوں
دیا ہے:

”میرزا تفتہ! تم بڑے بے درد ہو۔ دل کی تباہی پر تم کو رحم
نہیں آتا بلکہ تم اس کو آباد جانتے ہو۔ یہاں ینچہ بند تو میسر
نہیں۔ صحاف اور نقاش کہاں؟ شہر آباد ہوتا تو میں آپ کو تکلیف
کیوں دیتا؟ یہیں سب درستی میری آنکھوں کے مامنے ہو جاتی،“ (۲)

دستبو کا پہلا ایڈیشن پانچ سو کی تعداد میں چھپا اور آٹھ آنے فی نسخہ
قیمت ٹھہری۔ دوسرا ایڈیشن خود میرزا کی اجازت سے ”لٹریری سوسائٹی روہیل
کھنڈ“، کے مطبع میں ۱۸۶۵ع میں بریلی میں شائع ہوا۔ تیسرا ایڈیشن اسی مطبع
میں ۱۸۷۴ع میں چھپا۔ نول کشور نے اسے کلیات نثر فارسی میں ۱۸۶۸ع، ۱۸۷۱ع اور ۱۸۷۵ع
اور ۱۸۸۳ع میں شائع کیا۔ اور ایک عرصے کے بعد ۱۹۶۰ع میں
دهلی یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے تحقیقی رسالے ”اردوے معلی“، شمارہ ۲ (۳)
جلد دوم مرتبہ خواجہ احمد فاروقی میں اس کی پھر طباعت ہوئی۔

زیر طباعت ایڈیشن کی تیاری میں دستبو کے قدیم ترین ایڈیشن کے متن
کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ۱۸۵۷ع والے ایڈیشن کا ایک قدیم نسخہ
تقریباً صحیح حالت میں پنجاب یونیورسٹی کے کتاب خانے میں محفوظ ہے (۴)۔
یہ نسخہ اسی صفحات پر مشتمل ہے۔ سرورق پر بیل بوٹوں کے درمیان مندرجہ
ذیل عبارت درج ہے:

(۱) ایضاً - ص ۱۶۹

(۲) ایضاً - ص ۱۶۷ -

(۳) ر۔ ک - SPix61

”العلمہ طاقتہ،“

کتاب مستطاب نایاب بربان فارسی قدیم ہے آمیزش لفظ عربی تصنیف فردوسی
ہند نواب اسدالله خان بہادر غالب تخلص دھلوی موسوم ہے

دستنبو

جس میں منصف نے اپنی سرگذشت ابتدائی ۱۸۵۷ع سے ۳۱ جولائی ۱۸۵۸ع تک
لکھی ہے معدہ قصیدہ تمہینت فتح ہند کہ وہ بربان فارسی متعارفہ مر وجہ ہے۔

مطبع مفید خلائق آگرہ میں واسطے افادہ خاص و عام کے به اہتمام شیو نراین
کے چھاپی گئی، -

کتاب کے آغاز میں پہلے چھ صفحات پر ملکہ و کثوریا کی مدح میں سائیہ اشعار
کا ایک قصیدہ درج ہے۔

میرزا کو بہت اصرار تھا کہ کوئی شخص دستنبو ان کی مرضی کے خلاف
نہ چھائے۔ تفتہ کو لکھتے ہیں :

بھائی ! تم نے بھی اور منشی شیو نرائن نے بھی لکھا۔ میں ایک عبارت
لکھتا ہوں۔ اگر پسند آئے تو خاتمه، کتاب میں چھاپ دو :

”نامہ نگار غالب خاکسار کا یہ بیان ہے کہ یہ جو میری سرگذشت
کی داستان ہے اس کو میں نے مطبع مفید خلائق میں چھپوا�ا ہے
اور میری رائے میں اس کا یہ قاعده قرار پایا ہے کہ اور صاحبان
طبع جب تک مجھ سے رخصت طلب نہ کریں اپنے مطبع میں اس کے
چھاپنے کی جرأت نہ کریں۔“

اس کے سوا اگر کوئی طرح کی تحریر منظور ہو تو منشی شیو نرائن صاحب کو
اجازت ہے کہ میری طرف سی چھاپ دیں۔ (۱)

میرزا غالب کی یہ تجویز کردہ عبارت کتاب پر درج نہیں ہے اور خاتمے پر صرف مندرجہ ذیل جملے پر اکتفا کیا گیا ہے :

اس کتاب کو بغیر اجازت مہتمم مفید خلائق کے کوئی صاحب
چھاپنے کا ارادہ نہ کریں - فقط

آخری صفحہ پر میرزا حاتم علی بیگ مہر اور میرزا تفتہ کے قطعات درج ہیں جن سے علی الترتیب کتاب کے آغاز و اختتام کی تاریخ نکلتی ہے ۔

اپنی موجودہ شکل میں دستبوتو بہت مختصر کتاب ہے ۔ اس میں انگریز کے خلاف جنگ آزادی کی تفصیلات اور اس دور کے بعض اہم واقعات کا ذکر نہیں ملتا ۔ میرزا نے انداز نگارش میں بہت حزم و احتیاط سے کام لیا ہے اور نہایت ہوشیاری سی ایسے دلائل جمع کئے ہیں جن کا مقصد حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دلانا ہے ۔ اس روزنامچے کا طرز تحریر جیسا کہ میرزا نے تفتہ کو لکھا ہے خاص مصالح کا تابع ہے اور اس کے انداز سے حکومت برطانیہ سے وفاداری کا رنگ ٹپکتا ہے یہاں تک کہ کتاب کا آغاز بھی ملکہ و کشوریا کی مدح سے ہوتا ہے ۔ اس کے بارے میں منشی نبی بخش حقیر کو لکھتے ہیں :

بھائی جان! میں نے ایک قصیدہ چناب ملکہ معظمہ انگلستان کی مدح میں لکھا ہے ۔ سائبھ شعر ہیں ۔ چھ صفحے یعنی تین ورق پر چھپ کر دستبوتو سے پہلے شیرازہ میں شامل کر دئیے جائیں تو کتاب کو قصیدے سے عزت اور قصیدے کو کتاب کے سبب شہرت ہو جائے گی (۱)

میرزا نے کتاب میں جنگ آزادی کی تاریخ بھی ”رستخیز یہجا،“ سے نکالی ہے (۲) یہی وجہ ہے کہ جب میرزا نے اس کی طباعت کے لئے اسے ”آگرے کے حکام کو

(۱) ایضاً۔ ص ۲۶۹

(۲) ص ۷۹

دکھایا، اور ”اجازت چاہی“، تو ”حکام نے بد کمال خوشی اجازت دی (۱)، ہو سکتا ہے کہ میرزا نے حالات کی نزاکت اور اپنی جان کے تحفظ کی خاطر اصل سرگذشت پر نظر ثانی کی ہو اور بعض جگہ کاٹ چھانٹ ضروری سمجھی ہو -

اس میں کلام نہیں کہ اپنے بعض دوستوں کی طرح میرزا نے ناسازگاری حالات کے سبب ذاتی تحفظ کو باقی تمام چیزوں پر ترجیح دی۔ مگر ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئیے کہ یہ وہ دور تھا جب خود بقول میرزا شہر دہلی کا ذرہ ذرہ خاک مسلمان کے خون کا پیاسا تھا :

شہر دہلی کا ذرہ ذرہ خاک تشنہ خون ہے ہر مسلمان کا

میرزا غالب عمائی دین شہر میں سے تھے۔ وہ آخری مغل تاجدار سراج الدین بہادر شاہ ظفر کے درباری اور استاد تھے اور قلعہ معلی کے ساتھ ان کا بسلسلہ ملازمت تعلق قائم تھا۔ اگرچہ وہ برطانوی حکومت کی اصلاحات کے مذاح تھے اور کچھ انگریزوں کے ساتھ ان کے دوستانہ مراسم بھی تھے لیکن ان کے بعض احباب بغاوت کے الزام میں زیر عتاب تھے۔ اس پر آشوب دور میں غداری کا ذرا سا شائبہ یا بغاوت سے ذرا سی ہمدردی ان کو مقتل یا زندان کی طرف لے جا سکتی تھی۔

بغاوت کے پر آشوب ہنگامے میں جب وہ اپنے مکان میں محصور ہو کر پیٹھے گئے تھے ان پر سخت مالی ابتلا کا دور بھی آیا تھا جس کا ذکر انہوں نے دستب میں یوں کیا ہے :

ایدون کہ این ”جولائی“، ماہ پانزدهم است و درین ”پنسن“، سرکار انگریزی را سر رشته باز یافت گم است بفروختن آن گستردنی و پوشیدنی جان و تن ہمی پرورم۔ گوئی دیگران نان میخورند و من جامہ ہمی

خورم - ترسم کہ چون پوشیدنی ہمہ خورده باشم در برهنگی از گرستنگی
مردہ باشم - (۱)

جب میرزا نے تفتہ کو دستنبو کی طباعت کے بارے میں لکھا کہ "اس کام
کے ساتھ میری جان الجھی ہوئی ہے اور میں نے اس کو اپنے بہت سے مطالب
کے حصول کا ذریعہ سمجھا ہے،، (۲) تو بظاہر وہ اپنی بے گناہی ثابت کرنے اور
پنشن حاصل کرنے کی تگ و دو میں مصروف نظر آتے تھے -

ایک اور خط میں تفتہ کو لکھتے ہیں :

اہتمام اور عجلت اس کے چھپوانے میں اس واسطے ہے کہ اس میں سے
ایک جلد نواب گورنر جنرل بہادر کی نذر بھیجنوں گا اور ایک جلد
بذریعہ ان کے جناب ملکہ معظمہ انگلستان کی نذر کروں گا اب
سمجھ لو کہ طرز تحریر کیا ہوگی اور صاحبان مطبع کو اس کا انتساب
کیوں نا مطبوع ہوگا - (۲)

کتاب کے دو نسخے انگلستان بھیجنے کا ذکر بعض دوسرے خطوں میں بھی
موجود ہے - تفتہ کو لکھتے ہیں :

اور یہ بات کہ دو جلدیں جو ولایت جانے والی ہیں اس کاغذ پر چھاپی
جائیں اور باقی شیو رام پوری یا نیلے کاغذ پر یہ تکاف مخفض ہے -

(۱) ص ۸۰

(۲) خطوط غالب - ص ۱۶۳-۱۶۴

یہاں کے حاکموں نے کیا کیا ہے کہ ان کی نذر کی کتابیں اچھے
کاغذ پر نہ ہوں۔ (۱)

منشی شیو نرائن کو ایک خط میں لکھتے ہیں :

خلاصہ یہ ہے کہ ان جلدیوں میں سے دو جلدیں ولایت کو جائیں گی،
ایک جناب فیض مآب ملکہ معظمہ انگلستان کی نذر اور ایک آفائیے قدیم
لارڈ ان برائی نذر اور چار جلدیں یہاں کے چار حاکموں کی نذر کروں
گا (۲)

فرمانروایانِ مملکت کو کتاب بھجوانا میرزا اتنا ضروری سمجھتے تھے کہ ایک
خط میں صاحبِ مطبع نے لفافے پر ”میرزا نوشہ صاحب غالب“، لکھ دیا تو سخت
پڑھم ہوئے اور تفتہ کو لکھا :

لہ غور کرو کہ یہ کتنا بے جوڑ جملہ ہے - ڈرتا ہوں کہ کہیں
صفحہ اول کتاب پر بھی نہ لکھ دیں تم نے بھی ان کو میرا
نام نہیں بتایا - صرف اپنی نفترت عرف سے وجہ اس واویلا کی نہیں ہے
 بلکہ سبب یہ ہے کہ دلی کے حکام کو تو عرف معلوم ہے لیکن
 کلکتہ سے ولایت تک یعنی وزرا کے محکمے میں اور ملکہ عالیہ
 کے حضور میں کوئی اس نالائق عرف کو نہیں جانتا - پس اگر
 صاحبِ مطبع نے ”مرزا نوشہ صاحب غالب“، لکھ دیا تو میں غارت
 ہو گیا - میری محنت رائگان گئی - گویا کتاب کسی اور کی ہو گئی۔ (۱)

(۱) ایضاً - ص ۱۶۹ -

(۲) ایضاً - ص ۲۳۲ -

(۳) ایضاً - ص ۱۶۶ -

انگریز حکام میں کتاب کی تقسیم کا مقصد بظاہر اپنے آپ کو تحریک آزادی سے بے تعلق ثابت کرنا اور ان سے از سر نو روابط قائم کرنا تھا۔ عبدالغفور خان سرور کو لکھتے ہیں :

حقیقت میری بھائی یہ ہے کہ راہ و رسم مراسلت حکام عالی مقام سے بدستور جاری ہو گئی ہے۔ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب و شہال کو نسخہ دستبتو بے سبیل ڈاک بھیجا تھا۔ ان کا خط فارسی مشعر تحسین عبارت و قبول صدق ارادت و مودت بے سبیل ڈاک آ گیا..... پشن اب تک مجھے کو نہیں ملی۔ جب ملے گی حضرت کو اطلاع کرو دی جائے گی۔ (۱)

دہلی کے کمشنر چارلس سانڈرس کے ذریعے دستبتو کا ایک نسخہ سرڈانلڈ میکلوڈ فناشل کمشنر پنجاب کو بھجوایا۔ ایک نسخہ سر جارج فریڈر ک ایڈمیشن کو صوبجات متحده کا لفٹنٹ گورنر مقرر ہونے کے بعد بھیجا۔ آہستہ آہستہ رسیدین آنی شروع ہوئیں تو میرزا کے دل میں پشن کی بحالی کی امید بڑھنے لگی۔ ہر رسید کے آنے پر ان کی خوشی کا ٹھکانا نہ تھا جس کا اظہار وہ خطوط میں جا بجا کرتے ہیں۔ لیکن دستبتو کی طباعت سے مقصد حل نہ ہو سکا اور میرزا کو اس کے حصول کے لئے ایک عرصہ انتظار کردا پڑا۔

دستبتو کی طباعت کے مخصوص مقاصد کے پیش نظر کتاب کا لمبجہ بدلا تو سہی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اپنے استحقاق کی خاطر میرزا نے ہر جگہ تمامی سے کام لیا۔ کتاب میں ایسے نکرے موجود ہیں جہاں دہلی کی تباہی، سرفوفشان آزادی کے سفاکانہ قتل اور اہل شہر بالخصوص مسلمانوں کی بے بسی

(۱) ایضاً - ص ۳۹۵ -

اور دربداری پر میرزا نے خون کے آنسو بھائے ہیں۔ مثلاً دہلی کو ایک وسیع قید خانہ تصور کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

درین شهر زندان از شهر بیرون است و نواخانہ اندرون - درین هر دو
جا آن مايه مردم را بهم در آورده اند که پنداری پیکر در پیکر
همی خرد - شماره آنانان که ازین هر دو بندي خانه در روزهای
 جداگانه به پیچش ریسمان جان بافته اند فرشته^۱ چانستان داند -
مسلمان در شهر از هزار کس افزون نیابی - (۱)

- و نیز چون دوستان را این داستان بدست افتاد دریابند که شهر از
مسلمانان تہی است - شبانه خانه های این مردم بیچراغ است و
روزانه روزن دیوارها بی دود - (۲)

اور پھر جب جنوری ۱۸۵۸ع میں ہندوؤں کو شهر میں بسنے کی اجازت ملی تو
مسلمانوں کی مظلومیت کا دلسوز نقشہ یوں کھینچا :

مسلمانان از خانمان آواره را از بسکه از رستن سبزه در و دیوار
خانه های آنان سبز است هر دم از زبان سبزه سر دیوار این نوابگوش
میخورد که "جای مسلمانان سبز است" - (۳)

ہندوؤں اور مسلمانوں کے ساتھ برطانوی طرز عمل میں جو امتیاز برنا گیا اس کا
احساس مندرجہ ذیل واقعہ سے دلاتے ہیں :

ہندو ہمی تو اند که مردہ را بدربیا برد و بر لب آب در آتش سوزاند -

(۱) ص ۷۱

(۲) ص ۷۹

(۳) ص ۶۸

مسلمانان را چه زهره که دو سه کس همپائی یکد گر دوشادوش
براہی گزرند، چه جای آنکه مرده را از شهر برون برند (۱)-

اہل شهر کی بے بسی اور دشت بیمائی کا نقشہ ملاحظہ ہو :

از فروماندگان شهر بسیاری را برون راندہ اند و اند کی همچنین
در بند امید و بیم فروماندہ اند - دربارہ بیابان گردان پیغولہ نشین
ھیچ فرمان نیست مگر درد بیرون رفتگان و درون تفتگان را درمان
نیست - کاش درونیان و بیرونیان را از مرگ و زیست یکد گر آگہی
بودی تا بیتابی و پرا گندگی رو ننمودی (۲)-

شہربیون کی جرأت کا ذکر کرنے کے بعد بروطانوی فوج کے ظلم و ستم کو یوں
ہوشیاری سے بیان کیا ہے :

با آنکه کوچہ را در فراز کرده اند هنوز آن ما یہ دلیری میگنجد کہ در
میکشا یند و میرون ڈ و سامان خورو آشام همی آورند - گفتم کہ هڑ بران
خشمنگین دمیکہ در شهر پا گذاشند اند کشنن بینوای چند و سوختن
سرای چند روا داشته اند - آری در جایگاهی کہ آنرا بجنگ گیرند
کار بر مردم همچنین تنگ گیرند - (۳)

(۱) ص ۶۳

(۲) ص ۶۰

(۳) ص ۳۹

بعض جملوں سے باعیانہ تحریک کی ملک گیر مقبوایت کا احساس ہوتا ہے۔ مثلاً مقامی ریاستوں کے حکمرانوں نے جس خلوص و نیازمندی سے خسرو دہلی سے عقیدت و وفاداری کا اظہار کیا اس کا بیان ملاحظہ ہو :

تفصل حسین خان نام آور فرخ آباد کہ گاہی بگرایش روی و بد نیايش خو نداشت، ہم از دور پیشانی به پیشگاہ خسرو سود و در آن نیايش نامہ کہ خامد فرسود خود را بدیرین بندگی ستود۔ خان بہادر خان نام جو بیراه پوی کہ در بریائی از روی لشکر گرد آوری بد انداز سر لشکری گردن افرشت یک صد و یک زربن درم و پیل و اسپ سیمین ستام بدرگہ روان داشت..... کاردان بسیار دان شرف الدولہ بروزگار اورنگ نشینی کودکی ده سالہ از فرزندان واجد علی شاہ بسروری برداشتہ و خود را پیشکار دستیار دستور خواند... اختر بخت خسرو در بندگی بجائی رسید کہ رخ از خاکیان نہفت (۱)۔

۷ اکتوبر ۱۸۵۷ع کو دہلی پر انگریزی افواج کا قبضہ ہو جانے کے بعد بھی دوسرے شہروں میں مدافعانہ جد و جہاد کا جو رنگ رہا اس پر میرزا بظاہر طعن آمیز انداز میں یوں روشنی ڈالتے ہیں :

ہنوز سرکشان گروہ ہا گروہ فرنگ در فرنگ و کروہ در کروہ در بیریلی و فرخ آباد و لکھنؤ بشور انگریزی و ہرزوہ سیزی آمادہ اند، و دلیکہ خون باد بہ پیکار بستہ و دستی کہ بریزاد بدین کارکشادہ اند، و دیگر در سر زمین سوہنہ و نوہ میواتیان بدان بیراہہ روی شور برداشتہ اند کہ پنداری دیوانگان را بند زنجیر گستہ است ... گوی آب و خاک هند هر سو کار گاہ باد تنہ و آتش تیز است (۲)۔

(۱) ص ۳۸-۳۶

(۲) ص ۶۱

مندرجہ بالا اقتباسات اور خود کتاب کے نفس مضمون سے واضح ہوگا کہ دستیبو ایک اہم تاریخی دستاویز ہے اور خواہ اس کی تصنیف میں میرزا کا رجھان اور طرز عمل خاص مصالح ہی کے تابع کیوں نہ رہے ہوں اس کتاب میں اس خونقشان دور کے متعدد مستند تاریخی واقعات قلمبند کئے گئے ہیں ۔

اکثر و بیشتر واقعات خود میرزا کے آنکھوں دیکھئے ہیں ۔ ان کے مطالعہ سے دہلی میں مجاهدین کے اعلان آزادی ، والیان ریاست اور امرا و روسا کی مرکز سلطنت سے وفاداری ، شہریوں کے جوش و خروش اور انگریز کے خلاف مشترک جد و جمہد کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے ۔ شہر میں انگریزی فوج کے تاپڑ تؤڑ حملوں کے جواب میں آخری وقت تک قداکاران آزادی کی مدافعت اور دہلی کی تسخیر کے بعد شہر کی تاخت و تاراج اور فاتح قوم کے ظلم و ستم کا حال مصلحت آمیز عبارات سے چہن چہن کے نکل رہا ہے ۔ فتح کے بعد فوج کو لوٹ مار کی اجازت کا ذکر کس ہوشیاری سے کیا ہے :

دانم که درین تاخت فرمان همد آنست که هر که گردن نهد از سر خونش
در گزند و اندومنته ببرند و هر که چهره شود در نورد سرمایه ستانی
جانش نیز شکرند (۱) ۔

ایک دوسری جگہ تاخت و تاراج کا یون ضمیماً ذکر کر گئے ہیں :

چون لشکر آرایان شہر را کشودند و لشکریان فرمان یغما یافتند ،
رازدان آن راز با من درمیان نہاد (۲) ۔

(۱) ص ۹۰

(۲) ص ۹۷

بادشاہ پر مشق ستم اور بعض روسا کی سزائے موت کے ذکر میں کتنی حسرت اور چھپتا ہوا طنز پنہان ہے :

پر بادشاہ ارک آرمگاہ کہ ماتم زدہ تاب و توانست، فرمان گیر و دار
بانداز باز پرس روائیت - دہ کیا جمیع و بام "گر" و چار بالش
آرای فرخ نگر را جدا جدا بروزهای جداگانہ بہ گو آویختند۔ گوی
بد انسان کشتند کہ کس نیارڈ گفت کہ خون ریختند (۱)۔

دہلی کی تباہی و بربادی، مسلمانوں کی سوختہ سامانی اور بیچارگی، سر برآورده افراد کی تباہ حالی اور دربداری اور دہلی سے باہر لکھنؤ، مراد آباد اور بربیلی میں جد و جمہد آزادی کی بدلتی ہوئی کیفیتیں، غرضیکہ کتاب میں اس پر آشوب تاریخی دور کی متعدد منتشر تصویرین ملتی ہیں اور کتاب کے مخصوص مصلحت آمیز طرز نگارش کے باوجود بعض اہم حقایق کی پرده کشائی ہوتی ہے اور میرزا باغیوں کو لاکھ کوسمیں قوم کی بربادی کے احساس نے ان کو بے چین اور مضطرب کر دکھا ہے۔

عام تاریخی واقعات سے قطع نظر دستنبو میں میرزا کے سوانحی حالات پر روشنی پڑتی ہے اور پھر اس ہنگامے میں میرزا کے خاندان اور خود میرزا پر مصائب کا جو پھاڑ ٹوٹا اس کی تفصیلات ملتی ہیں۔ یہاں طرز بیان میں ایک گھبرا جذباتی رنگ آ گیا ہے۔ میرزا نے اپنے بھائی میرزا یوسف کی اندوہ گین زندگی اور انتہائی بیچارگی کرے عالم میں اس دنیا سے رخصت، بعض نامور اعزہ و احباب کی خستہ حالی اور بربادی اور اپنے مالی مصائب اور صدموں اور محرومیوں کا حال بہت غم انگیز انداز میں بیان کیا ہے۔ ان واقعات و تاثرات سے میرزا کی زندگی کے بعض پہلوؤں اور ان کی شخصیت کے بعض گوشوں پر روشنی پڑتی ہے۔

میرزا غالب کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے دستبتو خالص فارسی زبان میں نکھلی ہے اور اس میں عربی کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا۔ خالص فارسی کی طرف میرزا کا گھرہ میلان ہے اور یہ ان کی انفرادیت پسندی اور اپج کے علاوہ ایران پرستی کی دلیل ہے۔ خالص فارسی زبان استعمال کرنے کی وجہ سے دستبتو کی عبارت میں بعض جگہ ابہام پیدا ہو گیا ہے اور شیرین الفاظ و تراکیب کے ساتھ ساتھ غیر مانوس کلمات کثرت سے استعمال ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ سے حاشیے میں خاص طور سے الفاظ کے معنی لکھنے پڑتے۔ تفتہ کو لکھتے ہیں :

”لغات کے معنی حاشیے ہر چڑھیں۔ اس کی روشن دل آویز اور تقسیم
نظر فریب ہو،“ (۱)۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ایران میں نئے قومی شعور اور ملی احساس کے تحت انیسویں صدی میں خالص فارسی یا فارسی سرہ کی تحریک کا آغاز ہوا جس نے بیسویں صدی میں شیر معمولی شدت اختیار کر لی۔ ادھر انیسویں صدی میں میرزا غالب کے ہاتھ میلان نے دستبتو میں اپنے اظہار کی مکمل صورت پاؤی۔

فارسی سرہ کی تحریک کی طرف کسی قدر تفصیل سے اشارہ بے جا نہ ہوگا۔ اس کی تاریخ بہت ہرآنی ہے اور اس کی جڑیں قومی شعور اور دیرینہ روایات میں ہیوستہ ہیں۔ فارسی ادب کا آغاز تیسرا صدی ہجری/نوبن صدی عیسوی میں ہوتا ہے۔ چوتھی/دسویں صدی ہی میں دقیقی اور فردوسی (۹۳۹/۳۲۹) کے کلام میں عربی الفاظ سے اجتناب کی ایک شعوری کوشش ملتی ہے۔ فردوسی کے معاصرین بوعلی سینا (۹۸۰/۳۲۸-۹۸۰/۳۲۸) اور ابو ریحان البیرونی (۹۶۲/۳۶۲-۱۰۳۸/۳۸۰) نے اپنی فارسی تصنیف میں عربی کی علمی اور

(۱) خطوط غالب - ص ۱۶۶

فلسفیانہ اصطلاحات کا ترجمہ کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ پانچویں گیارہویں صدی ہی میں ایران کے مفکر اسماعیلی شاعر ناصر خسرو (۱۰۰۳/۳۹۳) کے ہاں خالص فارسی کا واضح میلان ملتا ہے۔ ان علاوہ کے ہاں خالص فارسی استعمال کرنے کا رجحان شعوبی اور اسماعیلی تحریکوں کے گھرے اثرات کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔^(۱) اسماعیلی مبلغین کا مقصد اپنی تصانیف کو عوام تک پہنچانا تھا اور وہ قومی زبان کو تقویت دے کر اپنے مقصد کی تکمیل چاہتے تھے۔ افضل الدین کاشانی (م ۱۲۰۸/۶۰۳) کے ہاں بھی فارسی سره کا رجحان پایا جاتا ہے۔ یہ رجحان کسی خاص زمانے یا فرقے تک محدود نہیں۔ فارسی ادب کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مختلف ادوار میں بعض اہل علم و ادب نے گاہے گاہے خالص فارسی زبان استعمال کرنے کی آرزو کا اظہار کیا جس کا سبب بقول ایرانی دانشور سید حسن تقی زادہ (۱۲۹۵/۱۸۷۸) صرف قومی اور نسلی شعور ہی کو قرار دیا جا سکتا ہے۔^(۲) سید علی اصغر حکمت (۱۲۹۱/۱۸۹۳) نے اس لسانی رجحان کی تفصیل ”فارسی نفرز“، میں قلمبند کی ہے اور فارسی کے بعض ممتاز کلاسیکی اہل فکر و نظر مثلاً شیخ عبدالله انصاری (۱۰۰۶/۳۹۶-۱۰۸۸/۳۸۱)، شیخ سعدی شیرازی (تقریباً ۱۱۸۳/۵۸۰) اور جلال الدین دوانی صاحب اخلاق جلالی (م ۱۰۰۴/۹۰۸) وغیرہ کے اقتباسات سے اپنے دعوے کی تصدیق کی ہے۔^(۳)

بعض ایرانی ادیبوں نے قومیت کے نئے سے خمور ہو کر عربی الفاظ کا سرچشمہ بھی فارسی الفاظ میں ڈھونڈنا شروع کیا اور اس سلسلہ میں نہایت مضحکہ خیز توجیہات بھی کیں مثلاً حمزہ بن الحسن اصفہانی (۸۹۳/۲۸۰)۔

(۱) سعید نقیسی: شاہکار ہائی نشر فارسی معاصر، تهران - ۱۳۳۰ - ۵ - ش - ص ۱۷-۱۸

(۲) مجلہ، یادگار ”لرزم حفظ فارسی فصیح“، تهران - سال پنجم - شمارہ ششم - ص ۱۳ -

(۳) فارسی نفرز - تهران - ۱۳۳۰ - ۵ - ش

۹۷۰/۳۶۰) نے ”مورخ“، کا مادہ ”ماہ رود“، ”منجنیق“، کا ”من چہ نیکم“، ”نہاوند“، کا ”نوح آوند“، اور ”چلپیا“، کا ”چھار پایہ“، تجویز کیا ہے (۱)۔

خالص فارسی کا رجحان فارسی لغت کے اولین آثار لغات فرس (۱۰۶۶/۳۵۸) - ۱۰۷۳/۳۶۵ کے درمیان) مولفہ اسدی طوسی (م ۱۰۷۳/۳۶۵) اور معیار جاہی (۱۳۸۸/۷۲۵) مؤلفہ شمس الدین محمد فخری اصفہانی میں بھی واضح ہے۔ موخرالذکر کتاب کے چوتھے حصے میں جو فرهنگ کے لئے مخصوص ہے صرف خالص فارسی کے کلمات نظر آتے ہیں۔ محمد قاسم سروری کاشانی نے شاہ عباس اول (۹۹۶-۱۵۸۷/۱۰۳۸) کے عہد میں اسی انداز میں فرهنگ سروری (۱۰۹۹/۱۰۰۸) مرتب کی۔ یہ روایت بر صغیر پاکستان و ہند میں بھی پہنچی۔ ابوالفضل (۱۰۰۱/۹۵۸-۱۰۱۱/۱۶۰۲) کے ہان فارسی سرہ کا قوی رجحان ملتا ہے۔ جمال الدین حسین عضدالدولہ بن فخرالدین حسن انجو شیرازی نے شہنشاہ اکبر (۹۶۳-۱۰۱۳/۱۶۰۵) کی سرپرستی میں ۱۰۹۷/۱۰۰۵ میں خالص فارسی الفاظ کی ایک لغت مرتب کرنے کا آغاز کیا۔ یہ اہم لغت جہانگیر کے عہد حکومت (۱۰۱۳-۱۶۰۵/۱۰۳۶) میں ۱۰۱۷/۱۶۰۸ میں فرهنگ جہانگیری کے نام سے پایہ تکمیل کو پہنچی۔ مغلیہ عہد میں بر صغیر پاکستان و ہند میں فارسی سرہ کی تحریک کو دساتیر کی تصنیف سے بہت ہوا ملی۔ دساتیر میں دعوی کیا گیا ہے کہ یہ کتاب ایران کے پیغمبران قدیم کا مقدس ورثہ ہے اور اس کی زبان ایران کی قدیم ترین زبان ہے۔ خود میرزا غالب نے دساتیر کو بڑے احترام کی نظر سے دیکھا ہے۔ اس کے بارعے میں دستنبو کے آخر میں حاشیے میں مندرجہ ذیل عبارت درج ہے:

”باید دانست کہ دساتیر نامہ“ چند است کہ بر پیغمبران پارس در زبان آسانی از آسان فرود آمدہ است، و سasan پنجم آنرا در زبان پارسی

(۱) حسن تقی زادہ: مجلہ کا وہ برلن - سال اول - شمارہ هفتم - ص ۸-۹

نا آہیخته به تازی ترجمہ کردہ است۔ ساسان بیجم خاتم ساسانیان است۔
بعد ازوی سasan برخاستہ است، (۱)

میرزا نقته کے نام ایک خط میں جس کا ذکر اوپر آچکا ہے لکھتے ہیں :

”... اور التزام اس کا کیا ہے کہ دساتیر کی عبارت یعنی پارسی قدیم لکھی جائے اور کوئی لفظ عربی نہ آئے۔ جو نظم اس میں درج ہے وہ بھی بے آمیزش لفظ عربی ہے۔ ہاں اشخاص کے نام نہیں بدلتے ... حاشیے پر البتہ لغات کے معنی لکھے جائیں گے۔ (۲)

یہی ذکر چودھری عبدالغفور سرور کے نام کے ایک خط میں کیا ہے :

”... مگر بطريق لزوم ملا یلزم اس کا التزام کیا ہے کہ بزبان فارسی قدیم جو دساتیر کی زبان ہے اس میں یہ نسخہ لکھا جاوے اور سوائے اسما کے کہ وہ بدلتے نہیں جاتے کوئی لغت عربی اس میں نہ آوے۔ (۳)

میرزا دساتیر پر اس حد تک فریفتہ تھے کہ اسے انہوں نے ”میرا ایان و حرز جان“ تک کہا ہے (۴) اور دستنبو میں اظہار خیال کے لئے مستقل طور پر اس کا دامن تھاما ہے لیکن عجیب بات ہے کہ میرزا کو دساتیر کی اصل اور نوعیت کے بارے میں صحیح اندازہ نہیں ہو سکا۔

(۱) ص ۸۳

(۲) خطوط غالب۔ ص ۱۶۲ -

(۳) ایضاً۔ ص ۷۷۷ -

(۴) ایضاً۔ ص ۶۳

دستاير میں کتاب کی زبان کو ایران کے پیغمبران قدیم کی زبان سے یاد کیا گیا ہے اور دعوی کیا گیا ہے کہ اس سلسلہ کے آخری اور سواہوئیں پیغمبر ساسان پنجم نے اس میں انبیائے سلف کے پیغام کی تفسیر و توضیح کی ہے۔ ساسان پنجم کو مصنف نے خسرو پرویز (۵۹۰-۶۲۸) کا ہم عصر قرار دیا ہے۔

درachi دستاير کی ساری بنیاد افسانہ طرازی پر ہے۔ اس کے مطالب و زبان اس حقیقت کے شاهد ہیں کہ دستاير کا تعلق نہ ایران کے قدیم مذاہب سے ہے اور نہ کسی قدیم ایرانی زبان سے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب مغلیہ عہد میں برصغیر پاکستان و ہند میں لکھی گئی ہے۔ پروفیسر پور داؤڈ کے خیال میں تصنیف کا زمانہ اکبری دور ہے۔ (۱) ڈاکٹر محمد معین نے اسے فرقہ آذر کیوان سے نسبت دی ہے۔ آذر کیوان ایک زرداشتی عالم تھا۔ یہ اپنے بیروون کے همراہ اکبر کے زمانے میں شیراز یا اس کے گرد و نواح سے برصغیر میں آیا اور پہنہ میں آباد ہو گیا تھا۔ (۲)

سب سے پہلے دستاير کا ذکر "شارستان چهار چمن" میں آتا ہے جسے بهرام بن فرهاد بن اسفند یار معروف بد فرزانہ بهرام نے ۱۲۲۳ یزد گری میں بمبئی سے شائع کیا۔ کتاب کے ناشر سیاوخشن آذری نے دیباچے میں لکھا ہے کہ فرزانہ بهرام، آذر کیوان ابن آذر گشپ کے تلامذہ میں سے ہے جن کا سلسلہ ساسان پنجم سے ملتا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۲۸ پر فرزانہ بهرام نے نامہ زرتشت اور دستاير میں مطابقت پیدا کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کے بعد محسن فانی نے اپنی کتاب دبستان المذاہب میں جو بارہوئیں صدی حجری کے آغاز میں لکھی گئی ہے شارستان چهار چمن کے حوالے سے

(۱) ایران امروز "دستاير"، تهران - بهمن ماہ ۱۳۱۹ - ۵ - ش ص ۱۷ -

(۲) لغات فارسي ابن سينا و تأثیر آنها در ادبیات - تهران - (نقل از شماره دوم مجله دانشکده ادبیات - سال دوم) ص ۳۰-۳۹

دو تین جگہ دساتیر کا نام لیا ہے۔ دساتیر کو پہلی مرتبہ بمعنی کے ایک زرداشتی عالم ملا فیروز (م ۱۲۳۶/۱۸۳۰) نے ۱۸۱۸/۱۲۳۸ میں شائع کیا۔ اصل نسخہ اب بھی بمعنی کے کتاب حانہ ملا فیروز میں موجود ہے۔ اس میں متن کے ہر فقرے کے ساتھ تفسیر درج ہے۔ کتاب کے مصنف کا نام اس میں نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں سر جان ملکم مصنف "تاریخ ایران" (History of Persia) نے بھی اس کی تشویق کی۔ اس کے بعد ولیم ارسکن کی مدد سے ملا فیروز نے دساتیر کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور اسے دو جلدیں میں طبع کیا۔ پہلی جلد میں کتاب کا متن و تفسیر اور دوسری میں اس کا انگریزی ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ سے پہلے بمعنی کے ایک گورنر ڈنکن نے بھی دساتیر کا ترجمہ انگریزی میں شروع کیا تھا مگر موت نے اس کی تکمیل کی مہلت نہ دی۔

ملا فیروز نے دیباچے میں لکھا ہے کہ دساتیر شاہجهان کے زمانے تک اہل علم و عرفان کے حلقوں میں معروف تھی لیکن امتداد زمانہ سے اس کا وجود مت گیا۔ پروفیسر پور داؤد کا خیال ہے کہ اکبری دور کی فضا جب برصغیر میں ایک نئی مذہبی تحریک جنم لے رہی تھی دساتیر کے لئے بہت سازگار تھی۔ دساتیر کے جتنے حوالے ملتے ہیں وہ اس دور کے بعد کی کتب میں ہیں۔ ان کی رائے میں دساتیر کی تفسیر خود اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ اس کا زمانہ "تصنیف سازھے تین سو سال سے زیادہ نہیں۔ زبان کی نوعیت سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب ایران سے باہر لکھی گئی ہے۔ دساتیر کے بعض نظریات مثلاً مسئلہ "تناسخ کی حیات، حیوان کشی اور گوشت سے پرهیز اور مردوں کو جلانے کی اجازت کے علاوہ دساتیر کی زبان میں مسخ شدہ هندی الفاظ کا استعمال اس نقطہ نظر کی تائید کرتے ہیں کہ یہ کتاب برصغیر میں لکھی گئی ہے۔

دساتیر کی صحت کو پرکھنے یا اس کی قدامت متعین کرنے کے لئے ضروری ہے

کہ اس کا مقابلہ مطالعہ قدیم ایرانی زبانوں کے زمانے اور ماہیت کی روشنی میں کیا جائے جس سے ہمارے دانشور تیرہوین/انیسویں صدی میں کلی طور پر آگہ نہیں تھے۔ یورپ میں ایرانی لسانیات کے مطالعہ کی ابتدا بارہوین/انٹھارہوین صدی کے وسط میں فرانسیسی محقق آنکتیل دوپران Anquetil du Perron نے کی اس نے ۱۷۵۳ء سے ۱۷۶۱ء تک برصغیر پاکستان و ہند میں رہ کر پارسی علامہ کی صحبت میں اوستا کا مطالعہ اور ترجمہ کیا جسے بعد میں مستشرقین نے سہواً زنداؤستا کے نام سے یاد کیا۔ اس کے بعد اوستائی زبان اور سنسکرت کے درمیان لسانی مہائلت پر تحقیق ہوئی۔ ڈنارک کے ایک دانشور اریسمس راسک (Erasmus Rask) نے دونوں زبانوں کا مقابلہ مطالعہ کیا اور اوستا کی صرف و نحو کی تحقیق کے بعد ان زبانوں کا باہمی رشتہ متعین کیا۔ برنوں (Burnouf) نے سائنسی اصولوں کی بنیاد پر اس موضوع پر مزید اضافے کئے اور انکتیل دوپران کی علمی لفڑشوں پر بھی روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مختلف مستشرقین جن میں ویسٹر گارڈز (Westergaards) سپیگل (Spiegel)، جستی (Justi)، دار مستر (Darmesteter)، دارلے (de Harlez)، گائیگر (Geiger) (بنفسی) (Benfey)، راٹ (Roth)، ہاگ (Haug)، گلدنر (Geldner) اور ولیم جیکسن (William Jackson) خاص طور سے قابل ذکر ہیں قدیم ایرانیات کے مطالعہ کا دائرہ وسیع کرتے چلے گئے اور آج ان محققین کے شوق تجسس و ذوق جستجو کے باعث قدیم ایرانی زبانوں اور بولیوں پر ایک بڑی تعداد میں کتابیں اور مقالے موجود ہیں اور تحقیق کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ ان زبانوں میں اوستا، فارسی باستان (Old Persian)، پارتی، سغدی، پہلوی، خوارزمی اور ختنی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ پادقسمتی سے میرزا شالب کی رسائی ان علمی کاوشوں تک نہ ہو سکی اور وہ ایک ایسی زبان کو ایران کی قدیم اور مقدس زبان سمجھتے رہے جس کا پرانی ایرانی زبانوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

دساتیر کے مطالعہ سے اس حیرت انگیز امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ اس کی زبان ایران کی کسی قدیم زبان سے مشابہ نہیں۔ ایرانی زبانوں ہی پر کیا

موقوف ہے کسی هند وارو پائی (Indo-European) زبان سے بھی اس کا کوئی رشتہ نہیں - یہاں تک کہ سامی زبانوں سے بھی اس کا کوئی تعاون ٹابت نہیں ہوتا - مصنف نے سasan پنججم کو خسرو ہرویز کا ہم عصر بتایا ہے۔ اس دور میں پہلوی زبان میں اوستا کی تفسیر زند کی تکمیل ہو رہی تھی - اسی زمانے میں زند پر مزید شرح پازند کی شکل میں لکھی گئی - مشہور پہلوی کتاب ماتیکان هزار داستان بھی اسی دور میں قلمبند ہوئی - لیکن تعجب کی بات ہے کہ دستاير کی زبان اور پہلوی یا پازند میں قطعاً کوئی مناسبت نہیں - یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ لسانیاتی تحقیق کی روشنی میں دستاير کی زبان کا ایران کی کسی قدیم زبان سے قطعی طور پر کوئی تعاون نہیں ہے اور بجا طور پر ایرانی لسانیات کے مغربی متخصصین نے دستاير کا مذاق اڑایا ہے -

زبان سے قطع نظر دستاير کے نفس مضامون سے بھی اس کے خیر مستند ہونے کا ثبوت ملتا ہے - اس میں جن سولہ قدیم پیغمبروں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں کچھ نام مثلاً مہا باد، جی افرام، شای کلیو اور یاسان ایسے ہیں جن کا نہ ایران کی قدیم داستانوں یا تاریخ میں سراغ ملتا ہے اور نہ ایران کی تاریخ و تمذیب سے مربوط قدیم یونانی اور رومی ادب میں پتا چلتا ہے - باقی بارہ نام بھی ایسے ہیں جن کا ذکر ایران کی کسی قدیم تحریر میں نہیں ملتا لیکن مفسر نے اپنی تفسیر میں ان کے نام بدل کر کبومرث، سیامک، ہوشنگ، تھمورس، جمشید، فریدون، منوچر، کیخسرو، زرتشت، سکندر، سasan اول اور سasan پنججم گنوائے ہیں - ان ناموں میں صرف زرتشت ایسا ہے جس نے ایران کو ایک نیا مذہب دیا - باقی میں سے اکثر افسانوی بادشاہ ہیں جن کا تعلق داستانی عہد کے پیشدادی خاندان سے ہے - سasan کے نام سے ایران کی تاریخ میں چند افراد ملتے ہیں جن میں سے معروف ترین نام سasanی خاندان کے بانی اردشیر (۶۲۶-۶۴۱) کے باپ کا ہے - لیکن ایران کی تاریخ یا داستانوں میں کہیں سasan اول یا سasan پنججم ایسے نام نہیں ملتے - باقی رہا

سکندر تو قدیم ایران نے ہمیشہ اسے ظالم اور غاصب سمجھا جس نے ایران کو تاخت و تاراج کیا اور اس کی آزادی ساب کی۔ پہلوی کتابوں مثلاً کارنامک ارتخیزیر پاپکان وغیرہ میں سکندر کو پیغمبر تو کجا ”گجستک“، یعنی ”ملعون“، کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ دساتیر میں مہاباد کو ابوابشر کہا گیا ہے حالانکہ اوستا کے مطابق اولین بشر کیومرث ہے۔ غرضیکہ ایران کے قدیم معتقدات اور دساتیر کے مطالب میں ایک بین تناوت ہے۔

فارسی کی قدیم ترین فرهنگ لغات فرس میں دساتیر کے الفاظ نہیں ملتے۔ فرهنگ سروی، فرهنگ جهانگیری اور فرهنگ رشیدی (۱۰۶۲/۱۶۵۳) میں بھی یہی کیفیت ہے۔ البته برهان قاطع (۱۰۶۲/۱۶۵۲) میں دساتیر کے الفاظ سینکڑوں کی تعداد میں نظر آتے ہیں لیکن تعجب کی بات ہے کہ صاحب برهان قاطع نے کہیں دساتیر کا حوالہ نہیں دیا۔

تیرہوں / انیسویں صدی میں رضا قلی هدایت (۱۲۱۵/۱۸۰۰-۱۲۸۸/۱۸۷۲) نے فرهنگ انجمن آرائی ناصری (۱۲۸۶/۱۸۶۹) میں دساتیر کے الفاظ کثیر تعداد میں شامل کئے ہیں اور بعض جگہ دساتیر کا حوالہ بھی دیا ہے۔ مذکورہ فرهنگ کے چہپنے سے پہلے ملا فیروز دساتیر شائع کر چکا تھا۔ اہل ایران اس زمانے میں قومیت کے مغربی تصور سے متاثر ہو رہے تھے۔ یوں ان کے ہاں قدیم ایران سے ایک جذباتی لگاؤ ہمیشہ سے موجود رہا ہے چنانچہ دساتیر کو ایران قدیم کا ایک مقدس صحیفہ سمجھتے ہوئے بہت سے اہل قلم نے دساتیر کے الفاظ کا خیر مقدم کیا۔ ناصر الدین شاہ قاجار (۱۲۶۳-۱۸۳۸/۱۳۱۳-۱۸۹۶) کے زمانے کے ایک شاعر فتح اللہ خان شیبانی نے اپنے مجموعہ ”کلام“ (۱۳۰۸/۱۸۹۱) میں دساتیر کے فرضی پیغمبر مہاباد کو پیغمبرِ اسلام کے برابر جگہ دی:

مہاباد این گفت و احمد صہمین چہ پیچی تو در آن سہ عیسیوی

فرصت شیرازی نے دساتیر کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اس دور کے مشہور شاعر میرزا صادق خان امیری ادیبالمالک فراہانی (م ۱۳۳۶/۱۹۱۸) کے دیوان (۱۳۱۲/۱۸۹۳) میں دساتیر کے الفاظ سے گھبرا جذباتی لگاؤ نثار آتا ہے:

پنج فرجود^(۱) پدید آمده از شت^(۲) زرتشت
که به پیغمبریش راست بود پنج گواہ

میرزا تقی خان سپہر نے ناسخ التواریخ (۱۲۷۳/۱۸۵۷-۱۳۲۳/۱۹۰۶) میں دساتیر پر ایک پورا باب رقم کیا ہے جس کے مطالب اور ایران کی ملی داستانوں میں قطعاً کوئی ربط نہیں۔

تیرہوین/انیسویں صدی ہی پر کیا موقوف ہے۔ خود چودھوین/انیسویں صدی میں رضا شاہ کیبیر کے زمانے (۱۳۳۳/۱۹۲۵-۱۳۶۰/۱۹۳۱) میں جب فارسی سره یعنی خالص فارسی کی تحریک نے بہت زور پکڑا تو دساتیر کی زبان نے دفعتہ بہت مقبولیت حاصل کر لی۔ جب رضا شاہ نے زبان کی تظمیر و توسعہ کے لئے فرہنگستان کے نام سے ایک اکیڈیمی بنائی تو اس ادارے کو بھی بعض لوگوں کی طرف سے دساتیر کے الفاظ شامل کرنے کی تجویز پیش کی گئی لیکن فرہنگستان کے ارکان نے جن میں ملک کے بعض چوٹی کے فضلاً شامل نہیں اس تجویز کو مسترد کر دیا۔

مندرجہ بالا کوائف سے واضح ہوگا کہ جب برهان قاطع کے زمانے سے دساتیر کی زبان فارسی میں رخنه اندازی کر رہی تھی اور پچھلے ایک سو سال میں جدید لسانی مطالعات کے باوجود متعدد ایرانی دانشور بھی دساتیر کو

(۱) معجزہ

(۲) حضرت

ایران کی قدیم اور ثقہ زبان سمجھنے کے مرتکب ہو جکرے تھے تو میرزا غالب کے لئے اس غلط فہمی کا شکار ہونا کوئی غیر ممکن بات نہیں تھی۔ انہوں نے دستیر کے ساتھ بڑی ارادت مندی کا اظہار کیا ہے۔ یہاں تک کہ اپنی دانست میں قدیم ایرانی زبان اور اس کی روایات پر عبور حاصل ہونے کے باعث انہوں نے اپنے آپ کو سasan ششم کے نام سے بھی یاد کیا ہے (۱) میرزا نے دستنبو میں جگہ جگہ دستیر کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ خود انہیں ان کے غیر مانوس ہونے کا احساس تھا اس لئے انہوں نے حواشی میں ان تمام الفاظ کے معنی بھی قلمبند کر دئے ہیں۔ زیر طبع ایڈیشن میں یہ تمام معانی حواشی میں من و عن درج کر دئے گئے ہیں تاکہ دستنبو کے پڑھنے والوں کو مفہوم کے سمجھنے میں مشکل پیش نہ آئے۔

یہاں یہ کہنا یہ محل نہ ہوگا کہ صاحب دستیر نے زبان وضع کرنے کے نئے نئے ڈھنگ نکالے ہیں۔ بعض جگہ فارسی الفاظ کے معنی بدل دئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر "آمیغ"، کے معنی "آمیزش" ہیں۔ دستیر میں یہ لفظ "حقیقت" کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ بعض جگہ عربی الفاظ کا لغوی ترجمہ کر دیا گیا ہے مثلاً "بیتالمعمور" کو خانہ، آباد، "ملوک الطوایف" کو "هر سویہ بادشاہان" ، "فاعل" کو "کن ور" اور "قطع نظر" کو "برش دید" کہا گیا ہے۔ بعض فارسی الفاظ کے شروع اور آخر سے حرفاً اڑا کر نئے لفظ وضع کئے گئے ہیں یا اس کے برعکس شروع یا آخر میں حروف کا اضافہ کر دیا گیا ہے مثلاً "باستان" سے "باس" ، "چم" سے "چمر" ، وغیرہ۔ بعض عربی کلمات ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے کئی کئی تراجم کئے گئے ہیں مثلاً "واجبالوجود" کے لئے "ہر آئینہ بود" ، "ہر آئینہ ہستی" ، "ناچار باش" ، "ناگزیر باش" ، وغیرہ، یا "ممکنالوجود" کے لئے "شایستہ ہستی" ، "شایستہ بود" ، "ناور فرتاش" ، وغیرہ۔

(۱) لختی ز دستیر بود نامہ ما

سasan ششم بد کارданی مائیم—ص ۸۳

اب رہا میرزا غالب کا یہ دعویٰ کہ کتاب میں عربی زبان کا کوئی لفظ استعمال نہیں ہوا تو یہ بھی پوری طرح صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ میرزا غالب کے اکثر سوانح نگاروں اور ناقدوں مثلاً حالی (۱) اکرام (۲)، مہر (۳)، مالک رام (۴)، امتیاز علی عرشی (۵) اور مہمیش پرشاد (۶) نے اس دعوے کی تائید کی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرزا کے اس التزام کے باوجود کہ ”کوئی لغت عربی اس میں نہ آوے“، کتاب میں عربی کے کئی الفاظ موجود ہیں جن پر میرزا کی نظر نہیں پڑی۔ وہ عربی لفظ ”نمیب“، کے استعمال کے بعد چونک گئے تھے اور انہوں نے اس کو نکالنے کے لئے خاص هدایات جاری کی تھیں۔ مگر جو الفاظ ان کی نظر سے وہ گئے ان پر سید جمیل الدین اونکی نے ”دستبو کا ایک خاص نسخہ“، کے عنوان سے ایک مقالے میں فاضلانہ بحث کی ہے (۷)۔ ان میں سے کچھ عربی کلمات مثلاً ماتم، (۸) زمزمه (۹)، شرر (۱۰)، صاحب (۱۱)، قلعہ (۱۲)،

(۱) یادگار غالب - علی گڑھ - بار دوم - ص ۳۲۵

(۲) آثار غالب - بمبئی - چوتھا ایڈیشن - ص ۱۲۸

(۳) خطوط غالب - ص ۱۰ (مقدمہ)

(۴) ذکر غالب - دوسرا ایڈیشن - ۱۹۵۰ع - ص ۱۲۱

(۵) مکاتیب غالب - رام پور - طبع سوم - ۱۹۳۵ع - ص ۳۳

(۶) ”تصانیف میرزا غالب کی ابتدائی اشاعتیں ماہنامہ سب رس - حیدر آباد دکن - جون ۱۹۵۱ع - ص ۳ -

(۷) نوائے ادب - بمبئی - جلد ۲ شہارہ ۲ و ۳، جلد ۷ شہارہ ۳ -

(۸) ص ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۷۶، ۷۰، ۵۰، ۶۱، ۶۸، ۷۷

(۹) ص ۷۷، ۷۷

(۱۰) ص ۳۵

(۱۱) ص ۷۲، ۶۹، ۶۵، ۳۰

(۱۲) ص ۳۰

کیسہ (۱)، غوغا (۲)، خنجر (۳) کی مثال دی جا سکتی ہے۔ ان میں سے بعض الفاظ بظاہر فارسی کے ہیں یہاں تک کہ لفظ خنجر کے بارے میں تو رضا قلی هدایت کو لکھنا بھی پڑا کہ "اگرچہ در اشعار پارسی بسی مشہور است اما عربیست و دشنه پارسی آنست (۴)، مگر ان سب کی اصل عربی ہے۔ عربی ہی پر موقوف نہیں میرزا نے انگریزی کے بہت سے الفاظ بھی استعمال کئے ہیں مگر یہ عام طور سے عہدوں، مہینوں اور اشیائے خاص کے نام ہیں اور میں ان سے اکثر سے شائد میرزا کو مفر نہیں تھا۔ یہ الفاظ مندرجہ ذیل ہیں :

- لارڈ (۵)، گورنر (۶)، گورنر جنرل (۷)، ستمبر (۸)، اکتوبر (۹)، کرنیل (۱۰)، لفٹنٹ گورنر (۱۱)، نومبر (۱۲)، جنوری (۱۳)، فروری (۱۴)، مارچ (۱۵)، ایجنت (۱۶)
-
- (۱) ص ۳۲
 (۲) ص ۳۹، ۳۰، ۳۸، ۵۱
 (۳) ص ۳۱، ۳۵
 (۴) فرهنگ انجمن آرای ناصری - تهران - ۱۲۸۱
 (۵) ص ۵۵، ۵۶
 (۶) ص ۵۶
 (۷) ص ۵۸، ۶۱
 (۸) ص ۳۸، ۵۰، ۵۲، ۵۸
 (۹) ص ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۶۶
 (۱۰) ص ۶۰
 (۱۱) ص ۶۱
 (۱۲) ص ۶۶
 (۱۳) ص ۶۸
 (۱۴) ص ۶۹، ۷۰، ۷۱
 (۱۵) ص ۷۳، ۷۲
 (۱۶) ص ۳۰

میگزین (۱)، جرنیل (۲)، کلکٹر (۳)، سسٹر (۴)، کمندرن چیف (۵)، چیف کمشنر (۶)، پنسن (پشن)، (۷) اپریل (۸)، مشی (۹)، جون (۱۰) فرنچ (ایک خاص شراب کا نام ہے)، (۱۱) جولائی (۱۲)، اگست (۱۳)۔

مہینوں کے بارے میں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب میرزا نے عربی کے مانوس الفاظ کی بجائے دساتیر کے شیر مانوس الفاظ استعمال کئے تو رومی مہینوں کی بجائے انہوں نے ایرانی مہینوں کا استعمال کیوں مناسب نہ سمجھا۔

فارسی میں بعض ترکی اور تاتاری الفاظ کچھ اس طرح شامل ہو گئے ہیں کہ وہ بظاہر فارسی لفظ معلوم ہوتے ہیں۔ انہی میں سے ایک لفظ ”بہادر،“ (۱۴) بھی ہے جسے میرزا نے مختلف افسروں کے نام کے آگے لکھا ہے۔ انگریز سپاہیوں کے لئے انہوں نے هندی اصطلاح ”گورہ،“ استعمال کی ہے اور پھر اس سے ایک نئی ترکیب یعنی ”گورہ چند“ (۱۵) بھی وضع کی ہے۔

بہر حال ان چند مستثنیات کے سوا کتاب کی زبان وہ ہے جسے میرزا غالباً نے خالص فارسی سمجھا ہے اور جس کے لکھنے میں انہوں نے بڑی کوشش سے کام لیا ہے۔

شکور احسن

-
- | | | | | |
|---|---------------|--------------|------------------------------|---------------|
| (۱) ص ۲۲ | (۲) ص ۰۰ | (۳) ص ۰۵ | (۴) ص ۰۰ | (۵) ص ۰۰ |
| (۶) ص ۷۱ | (۷) ص ۰۰، ۵۰ | (۸) ص ۸۰، ۵۸ | (۹) ص ۳۹، ۳۳، ۳۸، ۵۵، ۷۳، ۷۵ | (۱۰) ص ۳۳، ۸۱ |
| (۱۱) ص ۷۷ | (۱۲) ص ۸۰، ۸۱ | | | |
| (۱۳) ص ۸۱ | | | | |
| ”و این لفظ ترک است ... غیاثاللغات، نول کشور ایڈیشن - لکھنؤ - ۱۹۳۰ - ص ۸۷ -“ | | | | |

قصیده

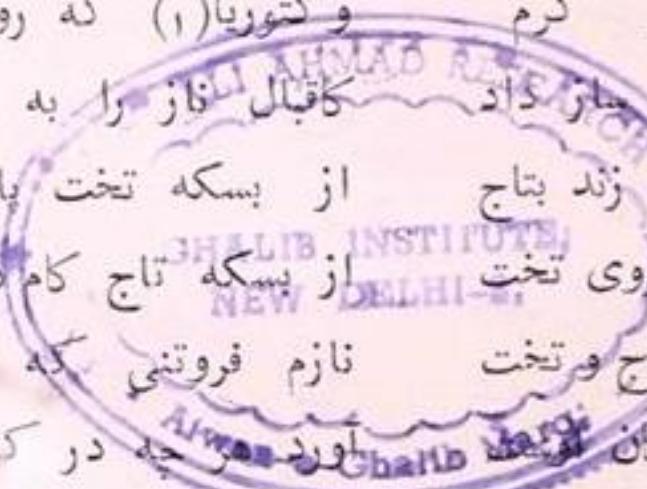
برگزیده

در سلح خداوند روی زمین سایه جهان آفرین

حضرت قدر قدرت ملکه معظمه انگلستان خلد الله سلکمها بالعدل والاحسان
مشتمل بر تهنیت فتح هندوستان

در روزگارها نتواند شاهر یافت خود روزگار آنچه درین روزگار یافت
پرکار تیز گرد فلک درمیان میان حق داد داد حق که بمرکز قرار یافت
در های آسان بزمین باز کرده اند هر کس هر آنچه جست به رهگزار یافت
آمد اگر بفرض زبالا بلا فرود بر روی خاک پیچ و خم زلف یار یافت
چون حسن ماہ یکشنبه بینی بدان که ماه پاداش جانگدازی شبهاش تار یافت
چون رنگ روی گل نگری شاد شو که گل اجر جگر خراشی بیکان خار یافت
در خاک و باد و آتش و آب آشتی فزود این پرورش که خلق ز پروردگار یافت
ناچار جز بداد گرایش نمی کند در دهر هر چه صورت ازین هر چهار یافت
هر کس بقدر فطرت خویش ارجمند گشت هر شی بحسن جوهر خویش اشتها ریافت
گر خواجه بنده را خط آزادگی نبشت هم بر در سرای خودش بنده وار یافت
ور بنده خود رخشیم خط بنده گار یافت توقيع خوشدلی ز خداوند گار یافت
مه روشنی و مهرب فروزان ز سرگرفت لیل و نهار صورت لیل و نهار یافت
بهرام دل به بستن تیغ و کمر نهاد ناهید ذوق ورزش مضراب و تار یافت
نظاره فتنه های عیان از نظر سترد اندیشه گنجهای نهان آشکار یافت
جام از شراب روشنی آفتاب داد بزم از بساط تازگی نو بهار یافت

روی سخن ، صفاتی بنا گوشش گل گزید
 برهم زندند قاعده های کمین به دهر
 فیض سحر بغالب پیمانه کش رسید
 رهزن متاع خویش بر ابن السبيل ریخت
 عاشق ز بسکه شاهد بیداد پیشه را
 خون گشت در دل وی اگر حسرت نگاه
 گر زاهد است نیز زمن می بجام بود
 قفل دل عدو که کشايش نداشت نیز
 با فتنه هم مضایقه در خرمی نرفت
 عنوان رنگ و بو رقم دلفروز جست
 دولت سپند سوخت که شد ملک تازه روی
 از انتظام شاهی و آئین خسروی
 بر خستگان هند بخشود از کرم
 جشنی به کارسازی اقبال ^{AHMAD RAZI}
 بالد چنان ز ناز که پهلو زند بتاج ^{SHALIB INSTITUTE}
 ناز د چنان بخویش که بالد بروی تخت ^{NEW DELHI}
 بايستی انجم از پئی ترصیع تاج و تخت
 یاقوت ساز چرخ که معدن دکان ^{Chahib}
 سنگی که نقش لعل و زمرد نبسته بود
 خرشید را بچشم کواكب فزود ارج
 جمشید کش بشاه سر همسری نبود
 زین پس بسی میانه مردم سخن رود
 همت نخواست باده ز انگور ساختن
 زحمت کشید گرچه بهار اندر اهتمام
 آورد گونه گونه نشانهای رنگ و بو
 گل را ز جوش رنگ بهنگامه جا کجاست



(۱) و کثوریا

در راه پایمذ غریبان شمرده شد
 موجیکه آب در گهر شاهوار زد
 روزیکه زیر ران شمنشاه کامران
 از گرد راه لینی گیتی نقاب بست
 ور در شکار گاه خدنگی زشست جست
 باشد بجای ویشه بمنزل زند فرس
 تاج و نگین علامت شاهی است در جهان
 فرمانروای ماست که از فر شوکتش
 زین سان بفیض نامیه نامی نگشته بود
 دانم کز اقتضای زمانست کاین زمان
 آری چرا چنین نبود کز عطای دهر
 کوه از هجوم لاله خود رو بخاک خفت
 بی آن که خواهش زر گل درمیان بود
 امروز لاله را سر کوهسار دید
 در وصف رنگ و بوی قوافی تهام شد
 این خوشدلی ز روز ازل بود آن شاه
 حاشا که مستعار بود همچو عمر خاق
 عمری که شاه زنده دل از کردگار یافت
 نتوان شار دولت جاوید یافتن
 در بزم قوت روح عزیزان قرار یافت
 جوشی که خون بناف غزال تtar یافت
 تومن شرف بحیله سیر و شکار یافت
 وزخط جاد، ناقه^{*} گردون مهار یافت
 چشم غزال سرمد^{*} دنباله دار یافت
 بالیدنش سزد که چنین شمسوار یافت
 این هر دوهر که شد بجهان شهریار یافت
 شد تاج سرفراز و نگین اعتبار یافت
 صد بارم از گداز نفس آیار یافت
 شاخ بریده قام این برگ و بار یافت
 آبان و مهر دسترس نو بهار یافت
 خاک از نمودسنبل و ریحان غبار یافت
 دامان گل نسیم بدست چنار یافت
 دهقان که دی بدامنه^{*} کوهسار یافت
 ناچار مدح شه بدعا اختصار یافت
 وقت آمد از سروش امانت سیار یافت
 حاشا که مستعار بود همچو عمر خاق
 عمری که شاه زنده دل از کردگار یافت
 در خود ز روی هندسه گاهی شار دافت

از بس پراست جیب مسحی ز نقد اسم

هر جا الف نیشت محاسب هزار یافت

بِسْمَ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

توانا داور نه سپهر فراز، هفت اختر فروز، و دانا خدای روان با تن آمیز،
دانش و داد آموز، که این هفت و نه را بی مایه (۱) و افزار (۲) فراز آورد، و کارهای
آسان و دشوار را روای و بندهای سست و استوار را کشايش به کشش و کوشش
اینان باز بست - اندازه این بر بست (۳) و برنزهاد (۴) نه بدان انداز بست که این
کالبدهای باهم ستیزند از یک دگر گریزند بهم آمیزند روان نداشته باشند،
و در فرماندهی از فرمانبری نشان، و در گرایش (۵) و درایش (۶) از نخست پاس
فرمان نداشته باشند :

ز راز اختر و گردون چه دم زنی که هنوز همی زهم نشناسی ستان (۷) و (۸) دروا را
مشو ستاره پرستار کافتایی هست فرو گرفته فروغش نهان و پیدا را

زاور (۹) و زاوش (۱۰) را در پیهودن سود دست، و بهرام (۱۱) و کیوان (۱۲) را
در آمودن زیان دستگاه اگر هست گوباش - دانا داندو شناسا شناسد که

(۱) ماده (۲) آله (۳) قانون (۴) قانون (۵) توجه (۶) به دال مفتوحه تاثیر
(۷) چت (۸) معلق (۹) زهره (۱۰) مشتری (۱۱) مربیخ (۱۲) زحل

خجستگی و خستگی را مایه از کجاست - ستارگان سر هنگان دا دارند، و سرهنگان دادگاه - با آذکه هیچگاه از چنبر داد سر برون نیارند، در منش و روش باهم انبازی و کار جز کارسازی ندارند - اگر یکی بدرشتی درستی کار خواست، و دیگری به نرمی گرمی هنگامه روا داشت، همه پیراستن و آراستن است - نه سخت گیری و فروگزاشت :

چر گر^(۱)) که زخم زخم بر چنگ زند پیداست که از بهر چه آهنگ زند در پرده ناخوشی خوشی پنهانست گازر نه زخم جامه برسنگ زند

در آمیغ^(۲)) فروغ هر فیروزه^(۳) به نیستی نویم^(۴) بخشندۀ هستی است - هر آئینه هر چه از آرام و آزار و برتری و پستی است ازان روکه زایگان بخشی و تردستی است همه سود و بهبود فرو بارد، و همه شادی و شادمانی بار آرد - تونگر از مس و سیم و پرنیان و گلیم هر چه بدروش دهد دهش و داد است و جداشناس^(۵) خوب و نش و کم و بیش پندار و سمراد^(۶) است - آیا درباره این نمودهای بی بود که بیومته در نیستی پستند، اینها یه بخشش بس نیست که هستند؟

سخن از اندازه دید و دانست خفته خردان گزشت، و سخنگوی را با خویش برد - ناچار پایه^{*} چند فرودآیم، تا هان گفتار پیشین سرایم - گشتن آسان به گشتن آسیا ماند - دانی که آسیا را بگردش آوری هست - چرا ندانی که آسان را داوری هست؟ بتار و پود رسانی که از نگاه مهر و کین ستاره بچرخه^{*} چرخ رشته اند، پرده چند بافته بروی روزگار فرو هشته اند - دیده وران نشان شناس که از آفرینش به آفرید گار بی همی برند، کار فرمای و فرمانروای پزدان از پس هر پرده می نگرند :

چون جنبش سپهر بفرمان داور است بیداد نبود آنچه با آسان دهد

(۱) بفتحتین مطرب (۲) حقیقت (۳) صفت (۴) بروزن نسیم محض

(۵) ما به الامتیاز یعنی تفرقه (۶) به سین مفتوح و هم

زهی بود بخش نابود ربای، و داد گستر بیداد زدای - هم بداد توانا را نیرو گاه، وهم بمهر ناتوان را زور افزای - گویم که به خاک و خون خفتنه آشته سران پیل سوار به آسیب سنگریزه پرستوک^(۱)، و جان سپردی نمود بزم نیش پشه از چه روست؟ ها ناکه این نشانهای روشن همه باز نمود نیرو کاهی و زور افزای اوست - ورنه بمن بنای که این دو گونه خستگی که هر یک بهنگام جداگانه بود، ناوک نگاه کدام اختر ستم گستر را نشانه بود :

ده^(۲) آک ازجم، اورنگ و افسر برد سکندر جگر گاه دارا درد برد دیو زان دست انگشتی که سفتی رگ جان دیو و پری نه پاداش^(۳) دانی نه کیفر^(۴) همی، سرای هان چرخ و اختر همی

آری خداوند چنان که نیست را هستی ده است، هستی پذیر فته را نیست ساز نیز تواند بود - آنکه همه را دریکدم به نوید بشو^(۵) پدید آورد، اگر در دم دیگر به نوای مباش بهم زند زهره آن کراست که از چون و چرا دم زند -

درین روزگار که هر زمزمه را هنجار و هر همه را رفتار، و هر کجا سپاهی بود از سپهدار، سخن پیوندی بگزار و بگوی که خود روز و روزگار برگشت - اختر شناسان سپهر پیای بر آنند، که در آن روزگار که بزم ناز یزد جرد شهریار پارس از ترکتاز تازیان بهم خورد ، کیوان و بهرام در خرچنگ^(۶) انجمن آرای و هنر آزمای بودند - اینک هان پایه سیزدهم از خرچنگ همچنان بهم پیوستنگاه بهرام و

(۱) بهبای فارسی مفتوح و رای مفتوح به سین زده و تای مضموم، اباییل - (۲) ضحاک -

(۳) جزا - (۴) سزا - (۵) ترجمه کن یعنی هو جا - (۶) سلطان -

کیوان است، و این شورش و پرخاش و جنگ و خواری و خونخواری و رنگ و نیرنگ نایید^(۱)) آنست - دانا بدین گفتار کی گردد - آن تاختن لشکری دیگر بود از کشوری دیگر، و این برگشتن لشکر است از خداوندان لشکر - چنانکه از داستان باستان^(۲) پارسیان پارس بهم نا نستن این دو ستیز و آویز، هویدای دارد - در آن بار که سخن در کیش بود، ایران ویران به فره و فرهنگ کیش نو فرجام آبادی و از بند آور^(۳) بندگی آزادی یافت - درین بار که گفتار در آئین است، هندیان بچشمداشت کدام آئین تازه شادمان باشند؟ پارسیان رخ از آتش تافتند، و سوی خدا راه یافتند - هندیان دامن داد گران از دست دادند، و در شکنجه^{*} دام همدی ددان افتابند - نمی بینی که از دامن تا دام، و از داد تا دد، چه مایه دوری است؟ داد آنست که آرامش جز در آئین انگریز از آئین های دگر چشم داشتن کوری است - زخم تازیانه^{*} تازیان از خوبی آن کیش فرخ مرهمی داشت - روزگار در نورد این خستگی خجستگی اگر می داشت، بار اندوه از دوش دلمهای نژند^(۴) بر میداشت - اگر در اندیشه^{*} رازدانان بهر دانش و داد ازین پس پیش آمدی هست، بمن نشان دهنده، و بر دل اندوه هگین بیعنایک سپاس نمیند - جهانیان با جهانیان ستیزند، و لشکریان خون لشکر آرایان ریزند، و انگاه شادی ورزند، و برخویشن نلرزند - هان ای دانندگان فرز بود^(۵) و شناسندگان زیان و سود! این هنگامه به آتش خشم خداوند گرم است - ورنه کارزار پارس این چنین امید سوز و آرزو گذاز نبود :

زخمه بر تارم برشان میرود کاین نواهای برشان میزند

نادان نیم که ستاره را بدین روشنی و گردون را بدان بزرگی بی فرو فروع،

(۱) نمونه -

(۲) به بای موحده قدیم - (۳) به دال بی نقطه اسم آتش - (۴) بروزن سمند افسرده و غمزده - (۵) به فا مفتوحه^{*} به رازده وزای موقوفه حکمت -

و کارگزاری بربینان^(۱)) را دروغ پندارم، یا از نزدیک این دو گردندۀ دژم^(۲) هر چه در هزاره^{*} پیشین گزشت، همان کنونه^(۳) اکنون چشم دارم - این رنجور بدرمان^(۴) درمان آن همی پسندد که بیچاره زمینیان که نه خرچنگ را دیده اند، ونه از بهرام و کیوان جزnam شنیده اند، از نادیده و نا شنیده سخن نیارند، و چنان انگارند که روزگار که رازهای رفته و آینده در سینه^{*} اوست، و آبی کردن کار^(۵) نیکو ان آئین دیرینه^{*} اوست، آزدن فرهنگیان فرنگ بدست برد سپاه بیگانه روانداشت، که لشکر های هر سویه^{*} این گروه بر این گروه گماشت -

نگرندۀ نگارش دریابد که من که در نامه از جنبش خامه گهر فرومی ریزم، از کود کی نمک پرورده سرکار انگریزم - گوی تا در دهن دندان یافته ام، از خوان این جهانستانان نان یافته ام ، هفت هشت سال است که اورنگ نشین دهلی سوی خودم خواند، و کردار گزاری^(۶) جهان جویان تیموریه بدست مزدشش سد^(۷) "روپیه"، سالانه از من خواست - خواهش پزیرفتم، و بدان کار پرداختم - پس از چندی که کمین استاد شاه را مرگ فراز آمد، آموزگاری شیوه سخن نیز بمن بازگشت - پیری و ناتوانی و انگاه خو پذیر گوشه گیری و تن آسانی، با این همه از گرانی گوش ، بار دلهمای دگران بودن، و هر که در انجمن سخن گوید سوی ابیش نگران بودن ، ناکام در هفته یکدو بار به ارک^(۸) رفتی، و اگر شاه از مشکوی^(۹) برآمدی، لختی به پیش گاه ایستادمی، ورنه به دریخانه^(۱۰) دمی چند نشستمی و باز آمدمی، و هر چه درین درنگ رنگ نگارش یافتنی باخود بردمی یا فرستادمی - پیشه و اندیشه و کاروبار من این، و چرخ تیز گرد درین اندیشه

- (۱) علویان - (۲) بروزن درم نحس و شوم و بد - (۳) حال - (۴) در علاج عاجز -
 (۵) تباہ کردن کار - (۶) تاریخ نگاری - (۷) ترجمه^{*} مایه در اصل به سین است -
 (۸) بروزن ورک قلعه که در میان حصار باشد - (۹) به میم مضموم و کاف مضموم
 محل و قصر - (۱۰) دیوان خاص ،

دور بین که بیرنگ^(۱) نیرنگ دیگر زند، و این آسایش بی آرائش پاک از آلایش بهم برزند:

بنام آنکه گر دشمن و گر دوست فکار تیغ بی پروای اوست

درین سال که شاهه آنرا به آئین برو آورد^(۲) از "رستاخیز بیجا، آورند، و اگر آشکارا پرسی، یک هزار و دویست و هفتاد و سه شمرند، چاشتگاه دوشنبه شانزدهم ماه روزه و یازدهم "مشی، سال یک هزار و هشت سد و پنجاه و هفت ناگرفت^(۳) درودیوار باره^(۴) و باروی^(۵) دهلي بجنبيد، و آن جنبش زمين را فراگفت. سخن در زمين لرز^(۶) نميرود - در آن روز جهان سوز بخت برگشته و سرگشته چند از سپاه کينه خواه ميرت بشهر در آمدند - همه بی آزم و شور انگيز و بخداؤند کشی تشنه خون انگريز - ديد بانان دروازه هاي شهر که برون از هم گوهري و هم پيشگي نشگفت^(۷) که هم از پيش هم سوگند نيز باشند، هم پاس نمك و هم پاس شهر گزاشتند، و مهانان ناخوانده يا خوانده را گرامي داشتند - آن سواران سرگران سبک جلو^(۸) و پيادگان تند خوي تيز دوچون درها باز و در بانان را ميهان نواز یافتند، ديوانهوار هر سو شتافتند، و هر کرا از فرماندهان و هر کجا آرامشگاه آن مهاean^(۹) یافتند، تا زار نکشند، و پاک نسوختند، روی ازان سوی برناختند.

مشتی گدايان گوشه گير از بخشش انگريزی توشه گير، که نان با تره و دوغ میخورند، و در شهر دور از يك گر پراگنه جا بجا روزگار بسر می برنند، همه تير از تبر ناشنا سندگان، و از غوغای دزد در تيره شب هراسندگان، نه پلارگی^(۱۰) در دست، و نه خدنگی در شست، اگر راست پرسی اين مردم بهر آبادی کوي و برزند - ^(۱۱) نه برای آنکه به آهنگ پيکار دامن بکمر برزند، با اين همه از آن روکه راه

(۱) خاکه - (۲) تخرجه - (۳) ناگاه - (۴) قلعه - (۵) فصيل - (۶) بهونچال -
(۷) عجب نیست - (۸) بجیم - مكسور و لام مفتوح عنان یعنی باگ - (۹) بممیم
مكسور جمع مه یعنی بزرگ - (۱۰) تلوار - (۱۱) بهردو فتحه محله -

آب تیز رو بخاشاک نتوان بست دست از چاره کوتاه دیده هریکی در سرای خویش پاتم نشست. یکی ازان ماتم زدگان منم که درخانه^۱ خویش بودم - چون غریبو و غوغای شنودم تا از پژوهش دم زدم، در آنایه درنگ که مژه برهم زدم، آوازه بخون غلtíیدن صاحب "اجنت"، بهادر و قلعه دار در ارک، و دویدن سواران و پیاپی رسیدن پیادگان در راسته^(۱) بازار از هر گوشه و کنار بلند گشت - هیچ مشت خاکی ناند که از خون گل اندامان ارغوان زار نشد، و هیچ کنج باغی نبود که از بی برگی مانا بدخرمه^(۲) نو بهار نشد - های آن جهانداران داد آموز دانش اندوز، نکوچنی نکو نام، و آه از ان خاتونان پریچهره نازک اندام، با رخی چون ماه، و تنی چون سیم خام، و دریغ آن کو دکان جهان نادیده که در شگفته روی بر لاله و گل می خندیدند، و در خوش خرامی برکبک وتذرو آهو^(۳) میگرفتند، که همه یکپار بگرداب خون فرو رفتند - اگر مرگ اخگربار زبانه برگ، که مردم از دست وی روی بناخن کنند، و جامه در نیل زنند، بر بالین این کشتگان بمویه خروشد، و درین سوگ سیاه پوشد، رواست - واگر سپهر خاک گردد، و فرو ریزد، و زمین سراسیمه چون گرد از جابرخیزد بجاست :

ای نو بهار چون تن بسمل بخون بغلت ای روزگار چون شب بی ماه تار شو
ای آفتاب روی بسیاری کبود کن ای ماهتاب داغ دل روزگار شو

باری چون آن روز تیره بشام رسید، و گیتی تاریکتر گردید، سیه درونان خیره کش هم در شهر جا بجا رخت تن آسانی انداختند، و هم در ارک باع خسروری را آخراسپان، و نشیمن شاهی را خوابگاه خویش ساختند - رفته رفته از شهرهای دور دست آگهی رسید، که شوریدگان هر سپاه در هر فرود آمدنگاه خون سپهبدان ریخته اند، و چنانکه رامشگران را نوا از پرده ساز خیزد کورنمکان^(۴) از

(۱) سڑک - (۲) قبرستان - (۳) عیب - (۴) نمک حرامان -

ناسازی بی پرده شور انگیخته اند - گروها گروه مردم را از سپاهی و کشاورز(۱) دل یکی گشت - و همه بی آن که باهم سخن رود، دور و نزدیک یکدست بریک کار کمریستند، و انگاه چسان پرзор کمری ، و چگونه استوار بستنی، که جز به جنبش جوش خونی که از کمر گزرد، کشاد نه پذیرد - پنداری این لشکر های بیمر(۲) و جنگجویان بیشمار را جاروب وار کمر بند یکیست - آری رفت و روب هند بوم بد انسان که آرایش و آسایش اگر جویند باندازه پره کاهی گاهی نیابند، هم چنین جاروب گیتی آشوب همیخواست - اینک هزار لشکر نگری همه بی لشکر آرای آراسته، و بسا سپاه یینی، یکسره بی سپهدار بجنگ برخاسته، توب و گلوه و ساقمه (۳) و بارود همه از خانه^۴ انگریز آورده و با گنجینه داران روی به ستیز آورده - آئین نبرد و ورزش پیکار همه از انگریز آموخته، و رخ بد کین آموزگاران افروخته -

دلست، سنگ و آهن نیست، چرانسوزد؟ چشم است، رخنه و روزن نیست، چون نگرید؟ آری هم بداع مرگ فرماندهان باید سوخت، و هم بر ویرانی هندوستان باید گریست - شهر های بی شهریار پر از بنده های بی خداوند، چنانکه باغمهای بی باغبان از درختان نابرومند - رهزن از گیرو دار آزاد، و بازارگان از تمغا(۵) - خانه ها و برانه ها و کلبه ها خوان یغها - گمنامان نهانخانه نشین تا خویش را آرایند و شوخ چشمی خویش بمردم نمایند، رده رده (۶) چون مژه خنجر ها آخته - نیکمردان آسودگی گزین دمیکه برفتار آیند، تا از خانه بیازار آیند، هزار جاسپر افداخته - دزدان بسکه در روز سیم و زر دیرانه ربایند، شبها از پرنیان و دیبا بستر خواب آرایند - روشنگهران را روغن نهاند که شباهه به کاشانه چراغ افزونند - همیدون در شبها تار چون تشنگی زور آورد، بدرخشیدن آذرگشتب (۷) چشم دوزند، تا بنگرنند که کوزه کجا نهاده است، و بیانه کجا

(۱) بکسره کاف تازی، زمیندار - (۲) بیحد - (۳) چهرا -

(۴) مخصوص - (۵) صف در صف - (۶) بجلی -

افتاده - بی نیازی را نازم و ناپروای را میرم - خسانی که بروز از بهر فروختن خاک زمین می کافتند، در خاک خردۀ زر یافتند - و کسانی که بشب در بزم می از آتش گل چراغ می افروختند، در کلبه^۱ تار بداع ناکامی سوختند - زیور و پیرایه^۲ لولیان شهر جز آنایه که در گردن و گوش زن و دختر شبگرد^(۱) است همه در کیسه^۳ شبروان^(۲) میله کار نا جوانمرد است - نیم نازی که بدان نازینیان بازماند گدا زادگان نو تونگر بردنده، تا سرمایه^۴ نهای^(۳) خویش سازند - اکنون مهر پیشگان نازی که از خوبان بایستی کشید، از بدان همی کشند - هر ناکس ازان رو که بادپندار سری در سر آورده است، تا اندازه انداز وی گیری بپذیری که خویشن را به پیکرگرد باد در آورده است - و هر سبکسر^(۴) از آنجا که به ناز هر دم از جا همی چون رود، بدیدنش بستابی دریابی که خس بروی آب می دود - آن یکی که او را خردی روشن و نامی بلند بود، خاک کویش به آبرویش گل کردند - دیگری را که نه آب داشت و نه گهر، آب از اندازه برون رفت، و گهر در شمار از ریگ دریا فزونی گرفت - آنکه پدرش کویی بکوی باد پیمودی، باد را به بندگی میخواند - و آنکه مادرش از خانه^۵ همسایه آتش آورده، بر آتش فرمان همیراند - فرد مایگان کار از آتش و کام از باد میخواهند، و ما از ان خستگانیم که دم آسایش و نوید داد میخواهند :

درد دلم که پیش تو افسانه بیش نیست

چشم ستاره را مژه خونچکان دهد

برافتادن آئین یام کار را از روانی وا داشت - هر کجا پیکی بود، ره بریدن و نامه بردن فروگزاشت - در سر رشته^۶ یام^(۵) پیام نگنجد، آمد شد نامه آئین

(۱) عسس - (۲) شبرو = دزد - (۳) خود نهائی - (۴) چهچهورا - (۵) ڈاک -

است، و پس خود این کار گاه را رشته^۱ دیگر بود که نه بجنیشی بزم^(۱)
هانا بزم^۲ جنبشی که از خویش انگیختی، جهان جهان پیام از درون برون ریختی -
ایکه در پاس کیش و آئین از سنگ سخت تری! از داد مگزرا، و بگوی که برهم
خوردن این بر بست و بر نهاد، و بباد رفتن گنج باد آورد خدا داد، به مویه^(۲)
نیزد - و نا روای نامه، و نا آ گهی از دوست، ماتم را نسزد - و ترسیدن دلیران از
سایه^۳ خویش، و فرمان راندن سر هنگان برشاه و درویش، دریغ را نشاید - و دیده
ازین درد روان آزار زار نگرید - و برین مویه سرزنش و برین ماتم پیغاره^(۳)
و برین دریغ چشمک و برین گریه خنده روا باشد - و بیزاری ازین زاری و جگر خواری
درین خواری سستی کیش و نادرستی آئین شمرده شود :

چه دل نهم بگهر پاشی سخن چو مرا هزار آبله بر دل بود زگرمی آه
زکار رفته دل و دست من چنانکه مرا ناند شادی پاداش و رنج باد افراه
باز این خسته^۴ نستر بستر، از اندوه اندوزی سر نوشت گزشته، سرگزشت همی
نویسد - نخستین بار که آن بیمهده ستیزان چنانکه گفته آمد آمدند، گنجی که آورده
بودند، بگنجوردادند، و سری که از سران پیچیده بودند، بر آستان شهر یار نهادند -
زود نه دبر روزگار از در سر را هی سپاهی و از هر رهگزرا لشکری و از هرسوی اردموی
گرد آورد، و بدین سر زمین روان داشت - چون شاه سپاه را نتوانست راند، سپاه
فرود آمد و شاه فرماند :

شاه را درمیان گرفت سپاه وین گرفتن بود گرفتن ماه^(۵)
ماه نو هیچگه نمی گیرد جز مه چار ده نمی گیرد
شاه ماه گرفته را ماند نه که ماه دو هفته را ماند

(۱) مغرب -

(۲) نوحة -

(۳) بفتحه بای بأسی طعنه -

(۴) چاند گهن -

نگفتم و گفتنی بود که این آویزندگان آوازه جوی، از هر جا که پوی
پوی برای روی نهاده اند، زندان را درکشاده اند، و زندانیان را سرداده. کمین
گرفتار نو رهای یافته آمد، و به دریخانه^(۱) رخ بخاک سود، و کار کیای^(۲)
سر زمینی خواست - بنده گریز پای از خداوند رو تافته آستان بوسید، و فرمائزروائی
آباد بومی جست - کس نگوید و من نیز ندانم، که هر خواهنه را بار و هر
پناهنه را زنها را چرا میدهند، شگر فکاری روزگاران و روزگار شگرفکاران است -

اکنون بیرون و درون شهر دهی کما بیش پنجاه هزار پیاده و سوار را فراهم
آمدنگاه است، فرماندهان فرخ فرهنگ فرنگ را ازین مرز و بوم فراغ جز
کوهچه^(۳) که باختر^(۴) سوی شهر، از شهر نه آنایه دور است که نزدیک
نتوان گفت، در دست نیست - هنرمندانه همدران جای تنگ دمده ها
ساخته سنگین دژی^(۵) استوار پرداخته اند، و چند توب اژدر^(۶) ژوب تندر^(۷) خروش
گردان گرد فروچیده، در بی آرامی از روئی پاداری آرامیده اند -

لشکریان شهر نشین نیز ازان 'میگزین، که ازین شهر فراچنگ آورده اند، تویی
چند فراز بار و بده خود را در ناورد^(۸) باسران هم آورد شمرده اند - دود توب
وتفنگ زیر این گند پیروزه رنگ ابرتگرگ^(۹) بار راماند، و شب و روز از هر
دو سو گله بسان سنگچد^(۱۰) از هوا همی ریزد - تابستان 'مشی، و 'جون، است،
و تابش آفتاب روز افزون - دانی که خرشید درگاو^(۱۱) و دو پیکر^(۱۲) چه آتش می
فروزد که پنداری خود درمیان همی سوزد - و ناز پروردگان پروار^(۱۳) به روز از
بی سایگی آفتاب می خورند، و بشب دران سنگهای تفتنه^(۱۴) تافته از خشم پیچ و تاب -

(۱) دیوان خاص - (۲) به کاف عربی مفتح مالکی - (۳) پهاری - (۴) مغرب -

(۵) بدال مكسور قلعه - (۶) اژدها - (۷) بدال مضموم رعد - (۸) لژائی - (۹) اولا -

(۱۰) برج ثور برکه - (۱۱) جوزا متمن - (۱۲) خانه^{*} تابستانی هوا دار -

اگر اسفندیار درین رزمگاه بودی از هراس زده در تن روئیش گذاختی، و اگر رستم دستان این داستان شنودی، باهمه تهمتی از بیم جگر باختی - شمشیر زنان اردی گرد آمده از هر سوی، هر روز پس از آن که پر تو خور جهان را فرا گیرد، به نبرد شیر مردان میروند، و زمین همی نور دند، و پیش از آن که چراغ مهر فرو میرد، روی میگردانند و برمیگردند - درین روزان و شبان که روداد هر روزه بیرون شهر ایست سرگشت یکروزه درون شهر نیز شنیدنی دارد :

در رگ ساز من نوای هست که بمرغوله اخگر اندازد
زبن نوای شر فشان ترسیم کاشن اندر نوا گر اندازد
سرگشتی است بر زبان که زبان بر من از خویش خنجر اندازد

آن که بر آتش سری و باد کردار پندار برتری داشت، باپرورنده و بروی کار آورنده خویش نهانی در آویخت - همانا بدین اندیشه که بی آنکه این کارگزار رازدان نهاند، دراز دستی وی در اندوختن گنج نهان نهاند - همواره به نا همواری کین توختی^(۱)، و بدین وا گوید که حکیم احسن‌الله خان سوگیر^(۲) و پیروزی خواه انگریزان است، میان وی و سرهنگان سپاه، آتش افروختی - روزی آن تیز آهنگان باهنگ کشتن فرزانه بر سرای ارم آسای وی ریختند - چون خواجه در آن گاه در ارک پیش بادشاه بود، آشفته^(۳) چند ازان گروه به ارک رفتند، و خواجه را درمیان گرفتند - خداوند بنده نگهدار از سهر خویشن را بروی گسترد، تا در آن اشتم^(۴) از گرداب آب تیغ جان برد - اگرچه بروانش گزند نرسید ، پن^(۵) آن آشوب ناروا تا از دو دمانتش گرد بر نخاست ، فرو نه نشست - خانه که به نگارخانه^(۶) چین همیانست، به یغما برند و در آسمانه^(۷) -

(۱) اندوختی - (۲) جانب دار - (۳) شدت - (۴) بای فارسی مفتوح لیکن -
(۵) چهت - (۶) (۷)

ایوان آتش زدند - هر فرسب (۱) و هر تخته که در آن آسنه به پرچین کاری (۲) نهضت بود، خاکستر شد و فروزیخت - دیوارها دود اندود گشت، گوی آن کاشانه در ماتم خوش کبود پوشید :

فریب شهر زگدون منور که این بیهمبر
دهد فشار کسی را که در کنار کشد

زنہار هزار زنہار، هیچ رهی (۳) از روییمی با خواجه این چنین نه ورزد، تا مادرش در آن کنونه (۴) که دشتان (۵) بوده باشد، بارنگرفته باشد - این ریمن (۶) خواجه کش که رخ آبله خورد او را چشمی دریده و دهانی فراخ داده اند، خود را در پری وشی سیو مین ماه و ناهیدمی شمرد، و هر کجا جفتنه گردان (۷) و کرشمه سنج گزرد سنجد که در خرام از کبک گوی و از تدرو گروشمی برد - نامش ازین رهگزر که گدا زاده گمنام است نمی برم و نفرینی درخور آفرین سروده هم ازان راه که میگزشتم همیگزرم -

بلند آوازگی نام شهر یار از گرد آمدن بیاده و سوار هر سری را در هر گوشی و کنار بشور آورد - تفضل حسین خان نام آور فرخ آباد، که گاهی بگرایش روی و به نیایش خوی نداشت، هم از دور پیشانی به پیشگاه خسرو سود، و در آن نیایش نامد که خامه فرسود، خود را به دیرین بندگی ستد -

خان بهادر خان نامجوی بیراهم پوی که در بربالی از روی لشکر گرد آوری به انداز

(۱) به فاورای مفتوحه و سین وباي موقوفه شهتیر - (۲) خاتم بندی -

(۳) غلام - (۴) حال - (۵) به دال مضمومه زن حایض -

(۶) به رای مکسور پلید - (۷) کو لا مثکاتا هوا -

سر لشکری گردن افراشت، یک سد و یک زرین درم و هیل و اسپ سیمین ستام^(۱)
بدرگاه روان داشت -

چشم بد دور، فروزنده دور (۲) نواب یوسف علیخان بهادر
فرمانروای رامپور که از دیر باز در آن سرزمین به مرزبانی و شاهنشانی نیاگان^(۳)
خویش را جانشین است، و با جهابنان انگلند در مهر ورزی و یکدلی استواری
پیانش بدان آئین است که دست روزگار در هزار سال بهزار گونه کشاکش
آن را نیارد گستت، چارناچار بفرستادن پیام خشک زبان همسایگان از گفتگو
بست -

در لکھنؤ ازان پس که لشکریان بند آرم گستند، و گیتی ستانان انگلند
پیغمی رفتار سپند وار از سر آتش جستند، و در بایستگاه های دگر به گروه خویش
پیوستند، و اندی (۴) از سران با چندی از کمتران دریبلی گارد، که در لکھنؤ
نام آور جائیست، نشستند، و از پر دلی در بروی دشمن و دوست پستند کارдан
بسیار دان شرف الدوله که بروزگار اورنگ نشینی خانان اود، دستور گفته میشد،
به برش دید(۵) از بود و نبود آن گروه اندک شهاره فراوان شکوه، کودکی ده ساله
را از فرزندان واجد علی شاه بسروری برداشته، بر چار بالش ناز نشاند، و او را دستور
خسرو هند و خود را پیشکار و دستیار دستور خواند - نام آور ها بدام آور را نازم که
تا روی به کارسازی آورد، یکی را از گزیدگان با پیشکشی بایسته گسیل^(۶) کرد -
فرستاده آمد، و دو روز از رنج راه آسود، و بیارگاه رفت، و دو تومن آهو تک،
و دو پیل الوند رگ، و یکسد و بست و یک درست^(۷) و زرین کلاهی به
رنگ رنگ گهر ناپسوده^(۸) آموده گزراند، و جفت بازو بند الامس پیوند از

(۱) به سین مکسور ساز اسپ - (۲) به واو معروف سورج - (۳) اجداد - (۴) مرادف
چندی - (۵) قطع نظر - (۶) بکاف فارسی مضموم مرخص - (۷) اشرفی - (۸) اچهوتا -

بهر بانوان بانوی بمشکوی فرستاد - پنداری این فره^(۱) و فرتاپ^(۲) بخانه روشن کردن چراغ همی مانست، و روزگار از بهر رساندن چشم زخم چشم در راه این بار نامد^(۳) داشت - دمیکه شهریار از بیشکش او د کام یافت، کارنامه آئینه و سکندر برهم خورد، و هنگامه^{*} جم و جام انجام یافت - بخت که در غوغای سپاه سر از خواب گران برداشته بود بچشم نیم باز باز فروخت - نی نی اختر بخت خسرو در بلندی بعثاثی رسید که رخ از خاکیان نهفت :

جائی که ستاره شوخ چشمی ورزد افسر(۴) افسار^(۵) و گرزن^(۶) ارزان ارزد
خرشید زاندیشه^{*} جاور گردش^(۷) بر چرخ نه یعنی که چسان می لرزد

روزیکه این نا خجسته مرد میانجی گری^(۸) و شاه رهی بروی کرد، فردای آن که دوشنبه بست و چارم ماه تازیان و چاردهمین روز از ستمبر، بود، سایه نشینان دامن کوه بدان فر و شکوه بر کشمیری دروازه ریختند که سپاه سیاه چرده را از گریز گزیر ناند :

مشی، گرز دهلی برون برد داد ستم بود و آورد داد
پس از چر ماه و پس از چار روز فروزنده شد مهر گیتی فروز
تهی گشت دهلی ز دیوانگان گرفتند فر زا نگن

هر چند از یازدهم مشی، تا چهاردهم ستمبر، چهار ماه و چهار روزه درنگ است،

(۱) شکوه - (۲) کرامت - (۳) رونق - (۴) تاج - (۵) بوزی - (۶) بهر دو فتح تاج -
(۷) تغیر حال - (۸) ایلچی گری -

بن(۱) از انجا که اندازه بست و کشاد کار بدین رنگ است، که شهر بروز دو شنبه از دست رفت، وهم بروز دوشنبه فراچنگ آمد، میتوان گفت که از دست رفتن و بدست آمدن شهر همان دریکروز بوده است. کوتاهی سخن پیروزی یافتنگان و سر پنجه^(۲) دشمن تافتگان هم بدان راسته بازار که در پیش روی پیش روی داشتند شتافتند و کشتند هر کرا در رهگزرا یافتد. از بلند پایگان و فرزانگان شهر کس نبود که سرای را در فرو نه بست و به نگهبانی گوهر شهوار آبرو نه نشست.

ازان سپاه زشت سرشت که در شهر جا داشتند بسیاری را اندیشه به گریز، و اندکی را رگ گردن به ستیز رهنمون شد. همانا آواره چند و بتیاره^(۳) چند با شیر مردان شهر کشای آویختند و بگان خود خون دیگران، و بدانست من ابروی شهر ریختند. دو سه روز در شهر از کشمیری دروازه تا چارسو^(۴) هر سر راه رزمگاه ماند و اجمیری دروازه و ترکان دروازه و دهلی دروازه، این سه در بند بدست این سویدسپاه ماند. ما تمکده این مرده دل به پهنانی^(۵) شهر درمیان کشمیری دروازه و دهلی دروازه بوده است. چنانکه دوری هر دو دروازه ازین کوچه یک اندازه بوده است باآن که کوچه را در فراز کرده اند، هنوز آنایه دایری می گنجد که درمیکشا یند و برون میروند، و سامان خور و آشام همی آورند.

گفتم که هن بران خشمگین دمیکه در شهر پاگزاشته اند، کشتن بینوائی چند و سوختن سرائی چند روا داشته اند. آری درجایگاهی که آنرا بجنگ گیرند کار بر مردم همچنین تنگ گیرند. بوا دید این خشم و کین، همه را از یعن رنگ بر رو شکست، از نامداران و خاکساران و دور بینان و پرده نشینان آنایه

(۱) به فتحه های فارسی لیکن - (۲) بهوت - (۳) چوک - (۴) عرض -

که کس نیارد شمرد از راه آن هر سه دروازه بدر رفتند، و در آبادچه^(۱) ها و گورگاه^(۲) های برون شهر دم گرفتند، تا کدام هنگام از بهر بازگشت اندیشیده باشند، یا در آنجا نیز نیا سوده بشبگیر^(۳) و ایوار^(۴) بمرز و بوم دیگر رسیده باشند -

نامه نگار کردار گزار را نه دل در بر تپید و نه پای از جای جنبید - نرفتم و گفتم که چون گنگار نیستم بسرزنش سزوار نیستم - نه انگلستان بیگناه کش و نه آب و هوای شهر ناخوش - مرا چه افتاده که در اندیشه های تباہ افتتم، و افتان و خیزان براه افتتم - در گوشه^{*} بی توشه با خامه^{*} سیه جامه همزبانم، وهم از مژه شورابه بار، وهم از رگ خامه خونا به فیشان :

پر تمیل میتم و بی برگ خدایا تا چند بسخن شاد شوم کاین گهر از کان منست

فرمانیکه در نا آغاز^(۵) روز رفت بر نگردد، و لاد^(۶) و برآن که هر آفریده را همدران گاه سر نوشت نوشه، د هر نادر فرتاش^(۷) را فرا خور آن ساز سرشته اند، رم و آرام ما نیز هم از روی آن فرازمان^(۸) است - هر آئینه آن به که نه از بیدلان و بیجگران باشیم، و چنانکه کو دکان هر باز یچه را بشادی نگرند، نیرنگ شگفت آور روزگار هزار رنگ را در پیرانه سری به خشنودی نگران باشیم -

آدینه روز که بست و هشتم ماه ماتم^(۹) و هژ د همین روز از ستمبر، بود هنگام چاشت در آن کنونه که این چنبر واژ گونه^(۱۰) پایه^{*} از پایه های کژدم^(۱۱) بر کناره خاوری داشت، بخشندۀ سور^(۱۲) درخشندۀ هور دریکی از پایه های

(۱) بستی - (۲) قبرستان - (۳) سفر شب - (۴) بفتحه^{*} الف سفر روز - (۵) روز ازل -

(۶) بنا - (۷) به واو وفای مفتوح ممکن الوجود - (۸) حکیم - (۹) ماه محرم - (۱۰) آسان -

(۱۱) برج عقرب - (۱۲) خوشی -

پائین خوش^(۱) گرفت، و بر چشم جهان بین حهانیان از تیرگی بیداد رفت.
درین پنج روز رویاها نگم کرده راه از بیرون و درون شهر چون گرازان
گریزان رفته، و کشور گیران شهر و ارک سرتا سر گرفته. غوغای
زد و کشت و گیر و در تابدین کوچه نیز رسید، و همد را از بیم
دل دو نیم شد.

باید دانست که این کوچه جز یک راه و بیش از ده دوازده خانه وار
ندارد، و چاه درین کوئی نیست. بیشتر از زن و مرد بدین نورده که زن را بچه
در آغوش است، و مرد را پشتواره بردوش، بدر زندند. تنی چند که بجا مانده اند،
به همد استانی من که از سخن پذیری گزیرنداشتم در از درون بستند و پیر امن
آن سنگ بسنگ بهم پیوستند، تا کوچه چنانکه سر بسته بود در بسته نیز شد:

جان اگر خسته تر از تن بودم نیست شگفت

زانکه دل تنگ تر از گوشه^{*} زندان منست

درین بستگی کشايش پدید آمد. رو داد این که مهر چهر، کیوان ایوان،
بهرام رام، راجا، نرندر سنگه بهادر فرمائزهای پیاله^(۲) درین یورش با کشور
کشایان همراه، و سپاهش از آغاز با لشکر انگریزی در تک و تاز انباز بوده
است، و تنی چند از ویژگان راجه که بسرکارش در نوکری از پایه^{*} برتران،
و بشهر در تونگری از نام آورانند، هانا حکیم محمود خان و حکیم مرتضی خان

(۱) برج سنبله - (۲) پیاله -

و حکیم غلام الله خان که از تخدید و نژاد مینو نشیمن حکیم شریف خانند، درین کوچه میمانند - آستان در آستان و بام در بام، دو روید، تا دور شارستان اینان و نامه نگار ازده سال همسایه، دیوار بدیوار یکی از آن خجسته آئینانست - نخستین کس از آن سه تن، با گروهی از بیوستگان و پردمیان به آئین نیای خویش در شهر جاهمدانه بسر می برد، و آن دو تن دیگر در پتیاله به همدی و هم نشینی راجا، کامرانی می کند - چون کشاپیش دهلی دلنشین بود، 'raga' را از راه رهی پروری، با زور آزمایان نبرد پیهای، پیان این بود که چون به بیرونی بیرونی گزینند، پاسبانان بر در این کوی نشینند، تا لشکریان اذگاند (۱) که آنان را 'گوره' خوانند، به کاخ و کوی آسیب نرسانند -

در سپردن راه سخن ازان که رهر و گمی چند به پهنا (۲) ره سپرد، و باز روی براه آورد گزیرنیست - در همه شهر از پانزدهم 'ستمبر'، هر خانه و هر کلبه را در فراز است، و فروشندهان و خرندگان ناپیدا - گندم فروش کجا که دانه خرند - گازر کو که جامه بهرشتن بوی سپرند - گرا (۳) را کجا جویند که موی سر سترد - پاکار (۴) را کجا یا بند که پلیدی ببرد - باری در آن پنجره روز چنانکه گفتم میرفتند، و آب همیشه و نمک و آردگاه گه اگرمی یافتد همی آوردند - سپس آن فرجام برخاست، و دروازه سنگ بست، و آئینه دلها زنگ بست گردید :

هندگامه گرم سازی کوشش بجا ناند

خون همچنان به آتش سوزان برابر است

(۱) انگلیند (۲) عرض - (۳) حجام - (۴) خاکروب -

خوش و ناخوش از خورش هر چه یخنی^(۱) بود خورده شد، و آب بدان کوشش که پنداری چاه بناخن کنده اند آشامیده آمد. دیگر در کوزه و سبو آب و در مرد و زن تاب نهاند. روزگار گزشتن روز به شکیب، و دست بهم دادن آب و دانه بفریب سپری گشت و دو شبا روز در تشنگی و گرسنگی گزشت:

فرياد ازان زاري و خونابه فشاني فرياد ازان خواري و بي برگ و نواي

فرياد ز ييچارگ و خسته درونی فرياد ز آوارگ و بي سرو پاي

سيومين روز چنانكه در آن هنجار سخن سروده آمد، پاسداران از سپاه 'مماراتجا، آمدند، و نشستند، و کوچه نشنيان از بيم در آمدن یغمايان رستند. "هر چه بادا باد"، گويان رفته و از سرهنگان دستوري^(۲) برون شد گرفتند. چون پاسباني از دوستي بود نه از دشمني، خواهش بدین گونه روای گرفت که تا سر بازار چار سو^(۳) يتوان رفت. آنسوی چار سو کشتنگاه و یمناک راه است. از سومه^(۴) پاس بیرون و به هراس رهنمون، فروماندگان بند از دروازه برداشتند. آبکش^(۵) و مشک و خيک^(۶) فرگفت^(۷) سیمرغ و شمپرش داشت. از هر خانه مردي و از چاکران من دو تن رفته. چون آب نوشين دور بود، و دور نمی بالیست رفت، ناکام آب نیم شور در خم و سبو آوردند، تا آن آتش که نام دگرش تشنگی است بدان نمک آب فرونشست. برون روندگان و آب آورندگان میگفتند، که درین کوي که ما را ازین بيش برفتن روی نیست، لشکريان کلبد^(۸) چند رادر شکسته اند، نه آرد در انبان^(۹) دیده اند و نه روغن در آوند. گفتم روزی خوار آن به که سخن از آوند و انبان و روغن و آرد نيارد.

(۱) ذخیره - (۲) اجازت - (۳) چوک - (۴) حد - (۵) سقا - (۶) خای مكسور پکهال -

(۷) حکم - (۸) بورا يا گون - (۹) ظرف -

روزی ما بر کسی است که مارا فرو نگزارد - سپاس ایزدی بخشش ناگزاردن
اهریمنی است -

درین روزها که ما بر آنیم که زندانیانیم، و پدرستی که زندانیانه زندگی
میگزرانیم، نه کس می آید تا گفتارش بگوش خورد، و نه خود برون میرویم،
تا دیده دیدنیها نگرد - هر آئینه می توانیم گفت، که گوشهای ما کراست و
چشم های ما کور، و برون ازین گومگوی و کشمکش، نان ما شیرین (۱) است
و آب ما شور -

روزی ناگهان ابر آمد و باران بارید، چادری بستیم و خمی زیر آن نهادیم
و آب گرفتیم - گویند ابر آب از دریا بردارد و بروی زمین فرو بارد - این بار
ابر گرانایه ها سایه آب از چشمها زندگی آورد - هر آئینه آنچه سکندر در بادشاهی
جست، این تاختکام شورابه آشام در تباہی یافت .

غالب نبود کو تهی از دوست هانا ز انسان دشدم کام که بسیار ندانم

گاه آنست که بدان آئین که سخن برون ازین نورد نرود، برسن تایی آواز
پیچشی در تار گفتار اندازم، و پاره از کار و بارو ماند و بود خویشتن آشکار سازم :

مرهم ز داغ تازه بزخم جگر نهم

پیکان زدل بکوش نستر بر آورم

(۱) نان شیرین = قحط -

امسال سر آغاز شست و دویمین سال است که درین کمین خاکدان حاکبازی، و از پنجاه سال در ورزش شیوه سخن جانگدازی میکنم - در پنج سالگی پدرم عبدالله بیگ خان بهادر را که بر روانش از جهان آفرین فراوان آفرین باد، چراغ هستی فرد مرد - گرامی او در (۱) من نصرالله بیگ خان بهادر را پسر خواند و به ناز پرورد - چون پیکر پذیر فتن من شمار نهمین سال پذیرفت، بخت بیدار من همانهم او در و هم خداوند گار من به دراز خواب نیستی خفت - ستوده جاهمند بسروری چهار سد سوار با 'جرنیل لارد'، ایک بهادر پیوند پهان جانفشنای داشت، و از بخشش آن جهانستان جهان بخش در نزدیکی آگره بر دو پرگنه دسترس فرمان رانی و مرزبانی داشت - پس ازوی هر دو پرگنه بسرکار انگلیزی باز گشت؛ و بهر من و برادر من، که بامن از یک پدر و یک ما دراست، اندک مایه زری بجای آن جاگیر سرمایه 'آرامش' و ناز گشت - چنانکه درین سال که یک هزار و هشت سد و پنجاه و هفت نویسنده، تا پایان 'اپریل'، از گنجینه 'کلکتری'، دهلی یافته ام از "مشی"، خود آن گنجدان را در فراز، و مرا کار با بخت ناساز، و دل در اندیشه های دور دراز است -

بیش ازین تنها زنی داشتم و پسری و دختری نبود، کما بیش بینجاه سال است که دو کودک بی مادر و بی پدر، هم از دوده (۲) آن زن، که خون مشش بگردن، بفرزنده برداسته ام، و با آن شیرین گفتار ان نو بسخن آمده از سهر آمیزشی چون شیر و شکر داشته ام - اینک درین درماندگی با منند، و گل و گوهر گریبان و دامنند -

برادر که دو سال از من کوچک است، درسی سالگی خرد بیاد داد، و دیوانگی و کالیوگی (۳) گزید - سی سال است که آن دیوانه کم آزار بیخوش،

(۱) بهر دو فتحه چچا - (۲) خاندان - (۳) پاگل بن -

مست و بیهوده میزید - خانه^{*} وی از خانه^{*} من جداست، و کما بیش دوری دو هزار گام درمیان - زن و دخترش با فرزندان و کنیزان زندگی در گریختن پنداشتند و خانه^{*} خداوند دیوانه را باخانه و کاچال^(۱) و دربانی کمن سال و کنیزی پیر زال بجا گزاشتند - کس فرستادن و آن سه تن و کلا را بدینجا آوردن، اگر جادد دانستمی نتوانستمی - این خود گران اندوهی دیگر و بر دل از بار این اندوه کوهی دیگر است - دو کودک نازین ناز یورود شیر و شیره خواهند و میوه و تره جویند و دست به روای خواهش نرسد - هی هی چه جای این گفتگو است - تا زنده ام سگالش در آب و نان، و چون بمیریم در خاک و خشتم سخن است - امن همه در بند آنم که برادر بشب چون خفت و بروز چه خورد، و نا آگهی بدان پایه^{*} که نمی توانم گفت زنده است یا بسختی مرد :

نه همین ناله و فغان بلبم من و جان آفرین که جان بلبم

آنچه گفته ام جانگزاست، و آنچه نگفته ام روان فراس است - از کار آگهان چشم دارم که گوش بفریاد نمهد و چون بشنوند داد دهنند - در پایان زندگی که نه به بهانه^{*} روشنی و نه به نشانه^{*} پر تو افگنی، همان از روی فرو مردن سوز و از راه سرآمدن روز، چراغ بامداد و آفتاب اب بام را مانم، دو سال است که در ستایش دارای داد گرای گیتی آرای، و شمشاش سپهر پایگاه ستارا سپاه ملکه وکتوریا^(۲) چگامه^(۳) نگاشتم، و بسر رشته^{*} یا می که راست از دهلي به بنبي و از انجابه لندن میروند، به پیشگاه خداوند هنر پسند، و داور نام آور لارد^(۴) الن برابه ادر، که بروزگار 'گورنری، بامن از مهر گسترش

(۱) اثاثالبیت - (۲) وکتوریا - (۳) قصیده - (۴) لارد -

آئین روان پروری داشت، روان داشتم :

راه (۱) سخن کشودم اگر خود نشد که بخت راهم به بزم بانوی گیتی ستان دهد

این نگار ازان چگامه نشانی دلنشیں است، و چگامه را پساوند (۲) و پیوند (۳) همین است. کرا در اندیشه میگزشت که این چنین کار دشوار بدین آسانی سره خواهد گشت؟ سپس سه ماه، ناگاه پیک پی خجسته از کارگاه یام حرامان و گل بدامان آمد و نوازش نامه^{*} آن سهی سرو بوستان سروری آورد - نامه انگریزی و نگارش بدین مهر انگیزی که چگامه پا رسید و ما بهر آنکه پیش شاهنشاه برند، نزد نزدیکان با رگاه فرستادیم - بر این نوید شادمانی جاوید و پاسخ فرخ سی روز نگذشته بود که نامی نامه^{*} سرور دل بدست آور مستر رزنگتن (۴) بهادر همچنان در سر رشته^{*} یام در گیرنده بدین پیام آمد که درباره آن چگامه^{*} که از لارد الن برای بهادر پا رسیده، فرمان آنست که سخن پیوند آرز مند آئین نگاهدارد، و در گزارش آرزو بمعانجی گری فرمانده هند روی نیاز بدین درگاه آرد - فرمان پذیرانه نیایش نامه بنام نامی گرامی شاهنشاه انگلستان به پیشگاه سکندر در فریدون فر لارد کنیگ نواب 'گورنر جنرل'، بهادر فرستاده آمد، و در آن پوزشنامه از آزو آرزو بدین انداز نشان داده آمد، که خسروان روم و ایران و دیگر کشور گیران را با سخن گستران و ستایش گران در بخشایش و بخشش رنگ شمار رفته، و دهن به گهرانباشت و پیکر بزر سختن، و ده دادن و گنج نشاندن بکار رفته، این سخن گستر ستایش گر مهر خوانی از زبان شاهنشاه، و سراپای (۵) بفرمان شاهنشاه، و نان ریزه از خوان شاهنشاه میخواهد - ها نان پایخوان (۶) مهر خوان (۷) و سراپا در تازی گفتار خطاب و خلعت، و چم (۸) نان

(۱) این شعر هم ازان قصیده است.

(۲) قافیه - (۳) ردیف - (۴) رزنگتن صاحب بهادر سکرتر، وریر اعظم -

(۵) خلعت - (۶) ترجمه - (۷) خطاب - (۸) به جیم فارسی مکسور معنی -

ریزه در انگلیزی زبان 'پسمن'، تواند بود - والا کار فرما نواب 'گورنر جنرل'، بهادر بیاسخ مژده درمان و فره فرمان فرستاد، و آگهی داد، که نیایشنامه رسید و به انگلستان روانی گزید - دل از الفختن^(۱) سرخوشی چندان بخویشتن بالید که خود در تن و تن در پیرهن نتوانست گنجید - پس از چهار ماه بخشایش نامه 'نگاشته' کلک مشکبار فرزانه['] جهاندار، هایون خوی، فرخ تبار، 'مستر، رسن^(۲)' کلرک بهادر که بیاسخ نگارش منست، ساز امیدواری و آز روز شهاری افزود - دانم که اگر آرامش داد^(۳) از هند رم نخوردی، و از دست سپاهیان خدا ناشناس ناسپاس داد کده ها برهم نخوردی، از گلستان فرمان با برگ و ساز رسیده بودی، و دل و دیده من چشم روشنی^(۴) گوی همدگر گردیده بودی - اینک آن هایون نامه ها که سیاهه^(۵) آرزوی سر جوش من و کاهه^(۶) بازوی خرد و هوش منست، بامن است، و پرکاله['] چند از جنگر که در جوش گردید از مژه برون ریخته ام ، بهر نشان خون پالای، مرا در دامن است :

نی کشته['] زخم ناوک و شمشیرم نی خسته['] ناخن بلنگ و شیرم لب می گزم و خون بزبان می لیسم خون میخورم و ز زندگانی سیرم

چهار شنبه سی ام 'ستمبر'، روز هفدهم از کشايش شهر و بستگی دروازه کوچه آگهی آوردند که یغماهیان بر خانه['] برادر ریختند، و گرداز کوچه و کاشانه انگیختند - میرزا یوسف خان دیوانه و آن فرتوت مرد و پیره زن را زنده گذاشتند، و آن زن و مرد سالخورد^(۷) بهمپائی و دستیاری دوهندو، که درین گریزا گریز از جای دگرآمده در آنجا دم گرفته اند، در سر انجام آب و نان کوشش دریغ نداشته اند -

(۱) جمع کرنا - (۲) مستر رسن کلرک بهادر درین وقت بجای مستر رزنگن
بهادر منصوب شده بودند - (۳) انتظام - (۴) تمهیت - (۵) فهرست -
(۶) تعویذ - (۷) بواو معدوله پدر و کمین -

نهمتنه مباد که درین شهر آشوب گیرد دار چنان که در هر کوچه و بازار اشتم را یک هنجار نیست سپاهیان را نیز در خونریز و انداز و انگیز یک رفتار نیست. اگر آزم در سرزنش است فراخور خوی و منش است - دانم که درین تاخت فرمان همه آنست، که هر که گردن نهد، از سر خونش در گزرند، و اندوخته ببرند، و هر که چهره (۱) شود، در نورد سرمایه ستانی جانش نیز شکرند (۲) - هر آئینه بر کشتگان گان میرود که گردن کشیده اند، تا سر بردوش ندیده اند - آوازه نیز همین است که پیشتر کالا همی ربایند و جان نمی گزايند - کمتر و آنهم در دو سه کوچه نخست سر از تن و سپس بار از زمین برداشته اند - کشنیدن پیران و کودکان و زنان روا نداشته اند -

خرام خانه در نگارش نامه چون بدینجا رسید ره انجام (۳) از رفتار باز ماند - مگر بانگ بر تومن زنم تا گام پیش نهد - خدارا ایخدا پرستان داد ستای (۴) ستم (۵) نکوه! اگر در ستایش داد، و نکوهش ستم، زبان شما بادل یکی است، کردار هندوستانیان یادآورید، که بی آن که دشمنی را از پیش مایه و کین را از نخست برایه (۶) بوده باشد، و همه کس داند که خداوند کشی گناه است، بر خداوندان خود تیغ آختند و زنان بیچاره و کودکان در خرد گهواره را تن از روان برداختند - اینک انگلستانیان را نگردید که چون از روی کین خواهی بجنگ برخاستند و بهر گوشمال گنگاران لشکر آراستند، از انجا که از شهریان نیز دلی پرداشتند، جای آن بود که پس از چیره دستی در شهر دهلي سگ و گربه را زنده نمی گزاشتند، آنچنان خشمی که پنداری آتش در جگر زبانه میزد فرو خوردند، و بر اندام زنان و کو دکان تار موی نیازدند - هم از بهر جدا شناس (۷)

(۱) مُعَابِلَهٔ كَرْنَا - (۲) بِهِ فَتْحَهُ كَافٌ وَ كَسْرَهُ شَيْنٌ يَعْنِي شَكَارٌ كَنْنَدٌ - (۳) مُرْكَبٌ -

(۴) انصاف کی تعریف کرنے والے - (۵) ظلم کو برا کمینے والے - (۶) سبب (۷) تفرقہ -

بیگناه از گناهگار است که بجان و جامه و جا زنها را نداده اند، و هیچکس را جز کسی که بهر باز پرس سوی خودش خوانده اند بار نداده اند.

از فروماندگان شهر بسیاری را برون رانده اند و اندکی همچنان در بند بیم و امید فرومانده اند - درباره بیابان گردان پیغواه نشین هیچ فرمان نیست، مگر درد برون رفتن و درون تفتگان را درمان نیست - کاش درونیان و بیرونیان را از مرگ و زیست یگدگر آگهی بودی تا بیتابی و پراگندگی روی نمودی - اینایه خود از بهر دانستن بستداست که هر کس هر جا که هست، مستمند است - اگر پاشکستگان بادم سرداند در بدر جستگان هرزه گرد، همه را دل پر از درد است، و همه را از بیم مرگ سرخ (۱) رخ زرد -

پنجم 'اکتوبه'، روز اندوه اندوز دو شنبه چاشتگاهان ناگاهان "گوره"، چند از راه دیواری که بدروازه سنگ بست پیوسته است، فرازبامی برآمد، از آنجا بجستن در کوچه فرود آمدند، چون دور باش (۲) سپاهیان راجا نرندر سنگی بهادر سودمند نیفتاد، از دیگر خانهای کوچک چشم پوشیده جای که نام نگار بود آمدند. از روی خوبی خویش از همه کالا دست برداشتند، و مرا با آن دو کودک فرخ دیدار و دو سه نمکخوار و تنی چند از همسایگان نکو کردار:

گرفتند و بردن و بگزاشتند

از کوچه دورتر از دو تیر پرتاپ و آنهم برنج و آهنچ و تب و تاب نرفته ام، پیش اندازه دان و دانشور 'کرنیل'، برون بهادر که این سوی چار سوی بکاشانه 'قطب الدین سوداگر' فرود آمد، است برداشتند - با من به نرمی و مردمی سخن گفت، و از من نام و از دگران پیشه پرسید، و به خشنودی همدران زودی

(۱) قتل عام یا وبا - (۲) مهانعت -

سوی آرامش‌جا پدر و گرد - بزدان را سپاس گزاردم و بر آن خجسته خوی آفرین
خواندم و باز آمدم، -

چهار شنبه هفتم 'اکتوبر، در چهارمین پاس از روز بست و یک بازگ توب
شنیدن را نواخت و دانستن را بشکفت زار انداخت - حدايا آمدن 'لقتنت^(۱) گورنر،
بهادر هفده آواز، و رسیدن نواب 'گورنر جنرل، بهادر نوزده آوازه شگون
دارد، بست و یک نوای هوش فزای را شوه^(۲) چیست - روز دیگر هیچ از سویس^(۳)
نکاست و بر آگهی نزود - مگر گان کینم که هموار سازندگان نشیب و فراز
کشور را در جائی دگر بر سرکشان پیروزی روزی گردیده است -

نهان ها ناد که هنوز سرکشان گروها گروه، فرسنگ در فرسنگ و کروه
در کروه در بریلی و فرخ آباد و لکهنه و بشور انگیزی و هرزه ستیزی آماده اند
و دلی که خرن باد به پیکار بسته، و دستی که بریزاد، بدینکار کشاده اند -
دیگر در سر زمین سوچنه و نوه میواتیان بدان بی راه روی شور برداشته اند
که پنداری دیوانگان را بنده زنجهیر گمیسته است - و تلا رام نام پرخاشخری یکچند در
ریواری^(۴) هنگامه آرا مانده، سپس برهمهونی دیو با میو بیوسته است - این گروه
را در آن دشت و کود جداگانه با جهانداران سر جنگ و ستیز است، - گوی آب و خاک
هنده هر سو کارگاه باد تندو آتش تیز است -

درین ماتم آور جاور^(۵) که آشاز آن فراموش است و انجام آن نا بدید،
اگر جز گرستن به نترستن سری داشته باشد، روزن دیده بخاک انبانده باد!
جز روز سیاه هیچ نیست که گوییم دیده آن دید و برش دید^(۶) ازین پندار، روز سیاه

(۱) افظینه - (۲) به هر دو فتحه سبب - (۳) به سین مفتوح و واو مکسور
به یازده پیخبری - (۴) ریواری (۵) بروزن باور، حال - (۶) قطع نظر.

وود چنیری است که در تاریکی آن هیچ نتوان دید - برآمدن از خانه و پا نهادن
بر آستانه، بیمودن زمین بازار و گوی، و از دورنگرستن چار سوی، بیرون ازان
روز که سر هنگان فرنگ بیرونم برده اند، روی نموده است - گوی دانش
گنجور گنجه از زبان من همی گوید :

ندانم که گیی چسان میرود

چه نیک و چه بد در جهان میرود

ازین درد های دارو مگزین و زخم های مردم مپذیر آن می باید
اندیشید که من مرده ام و مرا از بهر باز برس انگیخته اند، و بکیفر کردارهای
نکوهیده سرا زیر در چاه دوزخ آویخته اند - ناپار جاودان درین بند خسته
و نزند می باید زیست :

آه گر باشد همین امروز من فردای من

سرقا سر این نگارش یا آنست که بر من شعیروند، یا آن خواهد بود
که شنیده میشود - اگر آن گفته ام که شنیده ام کس گمان نبرد که بن ناراست
شنوده باشم یا کاست^(۱) سروده باشم، از گیر و دار بخدا می پناهم و بد راستی
رستگاری میخواهم - دیده بیکار است و دل دربند و لب خاموش، و دریوزه آگهی
از در زبانها به کشکول گوش، بدا^(۲) گدای و انگاه بدین بیسر و پایی،
و این که فرجام کار بادشاه و بادشاہزادگان، که روگاه^(۳) داستان کشایش
شهر بایستی، نخست نتگاشته ام، نیز لاد^(۴) برین است که مرا اندرین نامد شنیدن

(۱) صیغه ماضی از کاستن و بمعنی دروغ مستحمل - (۲) بسیار بد - (۳) دیباچه - (۴) بنا

سرمایه^{*} گفتار و هنوز سخنهای ناشنیده بسیار است - هر آئینه آن میجویم که چون ازین تنگنا برون پویم، رازهای ناشنیده از هرسو فراز آرم، و راز دانانه روی بد نبشن راز آرم - امید که نگرنده‌گان نگارش در پسی و پیشی رویداد از روی داد خردی بر من نگیرند -

نوزدهم 'اکتوبر، همان دوشنبه که نامش از سیاهه^{*} روزهای هفته همی باشد، با دمی چون ازدر آذر فشان جهان را در خویش فرو برد هانا درپاس نخست آن روز دربان دژم روی ژولیله موی مردۀ مردن برادر آورد - میگفت که آن گرم رو راه نیستی پنج روز بهمدی تپ سوزنده زنده ماند، و شبا هنگام در دل شب تومن ازین تنگنا برون جهاند - از آب و آبعین^(۱) بگزر، و مرده شوی و گورکن مجوى، از سنگ و خشت مپرس، و از آژه^(۲) و آژند^(۳) مگوی، و بگوی که چگونه روم و کجا برم، و درکدام گور گاه بخاک سپرم - از پرنیان و دیانا کرپاس نازیبا هیچ چنپر در بازار نمی فروشنند - مزدوران زمین کننده به بیل و کلنند^(۴) کار کننده گوی هیچگاه در شهر نبوده اند - هندو همی تواند که مرده را بدریا برد، و بر لب آب در آتش سوز اند - مسلمانان را چه زهره که دو سه کس همپای یکد گر دوشاد دوش براهی گزرند - چه جای آن که مرده را از شهر برون برند - همسایگان بر تنهایی من بخشودند، و بسر انجام کار کمر بستند - یکی را از سپاهیان پتیاله پیشا پیش، و دو تن را از چاکران من باخویش گرفتند و رفتند، و تن مرده ششتند و در دو سه چادر سپید که ازینجا برده بودند پیچیدند و به ناز گاهی که به پهلوی آن کاشانه بود زمین کنندند، و مرده را در آنجا نهادند، و مغاک بخاک انباشتند و برگشتند :

درین آن که اندر درنگ سه بیست سه ده شاد و سی سال ناشاد زیست ته جاک بالین زختشش نه بود بجز خاک در سر نوشتش نه بود

(۱) رومال - (۲) چونا - (۳) گارا - (۴) کدال -

خدا یا بین مرد و بخشایشی، که نادیده در زیست آسایشی سروشی بدلاجوئی او فرست روانش پجا دید مینو فرست

این فروهیده^(۱) سرشنست نکوهیده^(۲) سر نوشته، که شست سال خوش و ناخوش، و از آن میان سی سال هوشمند و سی سال بیمهش زیست، در هوشمندی خشم فرو خوردن و در بمهیشی نیاز زدن آئین داشت، و در بست و نهادین شب از ماه صفر سال یک هزار و دو سد و هفتاد و چهار جامه گزشت^(۳) :

ز سال مرگ ستم دیده میرزا یوسف که زیستی بجهان در زخویش بیگانه یکی در انجمان از من همی پژوهش کرد کشیدم آهی و گفتم درین دیوانه

اندیشه^{*} سخن رسان به آرش^(۴) این نگارش رسای باد، که "درین دیوانه،" با انداز اندازه که فرا خور هنجر است، یک هزار و دو سد و نود در شهر است و آنچه پس از کشیدن آهی که هر آئینه شانزده میتوان کاست، باز میاند همان یک هزار و دو سد و هفتاد و چهار است که درین هنگام درکار است :

بنام آنکه پوزش در خور اوست

بهر جا سر فرود آری در اوست

نام آوران از داد و دانش بهره ور امین الدین احمد خان بهادر و محمد ضیاء الدین خان بهادر راهمداران هفتہ که شهر بر دست سپاه انگلیز کشايش یافت

(۱) خوب - (۲) بد - (۳) مرد - (۴) مه - (۵) یه کسره شین معنی -

ازدیشه^۱ پاساد (۱) در آرزوی به باد بگزاشتن شهر گرايش یافت - با فرزندان و پردگیان و سه پیل و کما پیش چهل تکاور (۲) تنا ور پویه درگشتند، و سوی پرگنه^۳ اوهارو که نشانمندی جاوید تمعا جاگیر ایشانست، ره سپر گشتند - نخست به مهرولی (۴) گزار افتاد و در آن فروع بار گورستان بنه و بار کشودن و دو سه روز آسودن روی داد - در آن درنگ لشکر یان یغا پیشه بنگاه را فرو گرفتند، و جز رخت تن هرچه بود ستدند و رفتهند، مگر آن هر سه پیل که همراهان مهر کیش و همدمان به اندیش بسر آغاز آن آشوب بدر برده بودند، از بهر نشان زیان زدگی چون سه خرمن سوخته بجا ماند - اشتمل یغا دیدگان و آزار دستبرد کشیدگان ، به بیسر و سامانی چنانکه دانی سوی دوچانه (۵) ره نورد شدند - نامدار پسندیده کردار حسن علیخان بهادر از راه مردمی و جوانمردی پذیره (۶) شد و خانه خانه^۷ شهست گویان به دوچانه برد - درازی گفتار پیشکش (۷) ، ستوده سور در سوری با همسران آن کرد که خسرو ایران در خسروی با هایون هان کرد - صاحب 'کمشتر' بهادر دهلي پس از آگهی سوی خود خواند ، بشهر رسیدند و فرمانروا را دیدند - داور اختی به پیغاره (۸) سخن راند - چون آزم آمیز پاسخ شنفت دیگر هیچ نگفت - در ارک ایوانی به پهلوی ایوان خانساما نی نشان داد، و در آن جایگاه بفروض آمدن فرمان داد -

پاس همواری راه گزارش نگذاشت که کردار گزار سرگشت ویرانی این خانهان می نگاشت - چنان دان که در مهرولی بر خداوندان خانه دست یغا دراز گشت و در دهلي خانه های بی خداوند پامال ترکتاز گشت - هر چه آنجا با خویش

(۱) حفظ وفع - (۲) مرکب - (۳) دهی است هفت کروه از شهر دهلي دور که در آنجا مزار خواجه قطب الدین است -

(۴) پرگنه ایست در جاگیر حسن علیخان بهادر - (۵) استقبال کرنے والا -

(۶) برطرف و موقوف - (۷) به باي فارسي مفتح طعنه -

برده بودند، جز نیم جانی که به دوچانه برداشت، همه روزی یغاییان شد، و اینجا در خانه و کاشانه و کاخ و کوخ بیرون از سنگ و خشت و کلوخ هر چه بود، بتاراج رفت - نه از سیمینه و زرینه نام و نشان ماند، و نه از گستردنی و پوشیدنی با اندازه تارموی درمیان ماند - ایزد بر بیگناهان به بخشاید، و این آغاز ناساز را خجسته انجامشی و این آزردگی را آرامشی پدید آید - همانا شببه^۱ هفدهم اکتوبر، بود که این دو فرزانه^۲ یگانه در شهر گام زدند و چنانکه گفتم، در ارک دم از آرام زدند - پس از دو سه روز ازین روداد برسپاه فرمان رفت تارفتند، و عبدالرحمن خان مرزبان جهجر را بدانسانکه بزه مندان را آورند آوردند، و در ارک بگوشه^۳، ایوانی که آنرا دیوان عام نامند جا دادند - مرز و بومی که مر این مرد را بود، به چنبر جهانداری و باج ستانی سرکار انگریزی در آمد -

روز آدینه سی ام اکتوبر احمد علی خان شهر کیای^(۱) فرخ نگر را چنانکه آن یکی را آورده بودند آوردند، و در ارک دهلی بگوشه^۴ جداگانه نشستنگهش ساختند - شهر فرخ نگر نیز دست زد چابکستان خانه برانداز شد، و اندوخته های شهر یان بیاد رفت -

دوشنبه دوم نومبر، بهادر جنگخان کنارنگ^(۲) بهادر گر^(۳) و داوری گرفتار آمد، و در ارک بجای که نشاندند نشست - شببه^۵ هفتم نومبر، در آن سران که در ارک جابجا دور از همدگر جا دارند، از آمدن راجا ناهر بهادر مرزبان بلب گر^(۶) یک کس در شمار افزود -

(۱) به کاف عربی مفتح حاکم شهر - (۲) حاکم - (۳) گذه - (۴) گذه -

راز پژوه فرارسده که مرز بانی پیرامن دهلی که در فرمان بری 'اجتنی'، (۱) دهلی همی پیوند داشت روزهای هفته در شهر بیش و کم نیست، جمهور، بهادر گر، بلب گر، اوهازو، فرخ نگر، دوجانه، پاتودی، (۲)، همین هفت جاست - فرماندهان پنج سر زمین در ارک دهلی چنانکه گفتم جاگزین، و آن دو تای دیگر در پاتودی و دوجانه ناوک بیم را نشانه - نا دگر چشم جهان بین اینان از روزگار چه بیند و کار آنان بکدام هنجر بایان گزیند -

بی آذکه گویم نهان مهاناد، نهان نمیتواند ماند، که مظفرالدوله سيف الدین حیدر خان و ذوالفقار الدین حیدر خان که حسین میرزا مهر خوان اوست، درین هنگامه چون دیگر آبمندان بازنان و فرزندان از شهر برون رفته اند، و خانه ها پر از دربایست دای گرانمند (۳) بجا گذاشته راه بیابان گرفته اند - ماندن جای این دو روشن گهر کاخی چند و خانه چند و ابوانی چند است - همه با یکدیگر بهم بیوسته، چنانکه اگر آن همه زمین را به پهائش در آری، اگر نه با شهری باد هی برابر شاری - شارستانی بدین بزرگ در آن کنونه که سر تا سر از آدم زاد تمی بود، بخاروب تاراج رفت و روب یافت، و ترت و مرت (۴) و تارومار (۵) شد - مگر از کالای سبک در بهای گران سنگ بردہ های ایوان و کله (۶) و سائبان و زیلو (۷) و دیگر گستردنی مانند آن در آن ماندن جای بجای مازد - ناگاه بشبی که آبستن روز گرفتاری را بنا ناهر سنگ بود، در آن رخت آتش در گرفت، و زبانه زد، و چوب و سنگ و در و دیوار راسوخت - آن سهیت (۸) باخت رسوی سرای من بدان نزدیکی

(۱) اجتنی (۲) پاتودی - (۳) بیش قیمت - (۴) ویران - (۵) ویران - (۶) بد کاف مکسور و لام مشدد شامیانه - (۷) به زای مکسور و لام مضموم شطرنجی (۸) بروزن سعید عارت

است که در آن نیمشب فروغ آتش فروزان از فراز بام همی نگرستم و گرمی دود بچشم و رخ من میرسید، و از آن رو که در آن دم باد بردین^(۱) می وزید، خاکستر بسرا پای من همی افتاد - آری سرود خانه^{*} همسایه گلباذگ ره آورد^(۲) دارد - آتش خانه^{*} همسایه خاکستر چرا نبارد -

خنبش حامه^{*} کردار گزار که برفتار مورنیم مرده ماند، از نامه چه مایه گرد تواند ازگیخت که نگرستن آنرا دریابد - از شاهزادگان بیرون ازین نتوان سرود که ازی^(۳) را اژدهای مرگ بدھان زخم گلوه^{*} تفنهگ فرو برد ، و چندی را در خم بند چاتو^(۴) به کشايش رسن روان درتن افسرد - افسرده چند از آنمیان زندان نشین اند، و شمرده چنداز آن دودمان آواره روی زمن - بر پادشاه ارک آرامگاه ، که ماتم زده قاب و توانست، فرمان گیرو دار به انداز باز پرس روانست - ده کیای جهجر و بلبگر ، و چار بالش آرای فرخ نگر را جدا جدا بروزهای جداگانه به گلو آویختند، گوی بد انسان کشتنند که کس نیارد گفت که خون ریختند -

در ماه 'جنوری'، آغاز سال یک، هزار و هشت سد و پنجاه و هشت هنروان فرمان آزادی و فرازمان^(۵) آبادی یافتند، و از هر جایگاهی که در آن بودند سوی شهر شتافتند، مسلمانان از خانه آواره را بسکه از رستن سبزه^{*} در و دیوار خانه‌های آنان سبز است،^(۶) هر دم از زبان سبزه سر دبور این نوابگوش میخورد که جای مسلمانان سبزاست -^(۷)

(۱) پجهوا هوا - (۲) سوغات - (۳) عدد مجھول - (۴) به ضمه^{*} تای قرشت پهانسی -

(۵) حکم - (۶) بیشتر گیاه میروید - (۷) جای فلانی سبز است یعنی جای فلانی حالیست -

مگر فرمانده شهر را از گفتار راز گویان ناساز خوی در دل گزشته پاشد که کاشانه^(۱) پرشکان^(۲) راجا نرندر سنگه بهادر فراهم آمدنگاه و پناه جای سه‌مانان است، و نشگفت^(۳) که از هنگامه گرم سازان هرزه تاز یکدوتن در آن انجمن باشند، بدین اندیشه روز سه شنبه دوم 'فروزی'، با گروهی از سر هنگان بدان جایگاه روی آورد - خداوندان خانه را با شست کس دیگر از زنها رجوان آورده درون با خوش برد - اگرچه شباروزی چند همه را بداوریگاه داشت، بن آبروی آبمندان نیز نکندادشت -

پنجم 'فروزی؛ روز آدینه حکیم محمود خان و حکیم مرتضی خان با اودر زاده خویش عبدالحکیم خان که حکیم کاف مهر خان اوست، فرمان بازگشت یافتند، و آدینه^(۴) دگر دوازدهم 'فروزی، تنی چند دیگر و شنبه سیزدهم فروزی سه کس دیگر باز آمدند، و از نیمه فزون تر در نواخانه^(۵) ماندند -

ازین آشوب که در همسایه خاست، و درین هزاهز^(۶) که در کوی افتاد، این درویش دلریش را نیز دل بجای نهاند - با آنکه در آن دار و گیر با من پژوهشی نرفت، عنوز آن بروز دودله^(۷) بودن، و بشب دلشاد نغنومن که نه بیجاست، همچنان بیجاست -

همدرین ماه فریور 'فروزی، که ازین فرهنگاخ^(۸) تا فروردین ک روزگار روز افزونی فرۀ فروزنده مهر است، همه یک‌اهد راه مهر سپهر است، آوازه آمدآمد مهربان داور، مهر پیکر، پروین لشکر، سر، جان لارنس صاحب چیف کمشنر، بهادر بلندی گرفت - از آنجا که آئین من با داورانی که بهر

(۱) پزشک - حکیم - (۲) عجب نیست - (۳) حوالات - (۴) هلاز - (۵) متفکر (۶) درمیان .

فرماده‌ی بدین کشور ویژه^(۱)) بدین شهر گرایند، روان داشتن چگامه^(۲) های ستایش آمود است، در ستایش آن والا شکوه چامه^(۳) در گیرنده^(۴) به چشم روشنی فرجام پیروزی، و روان افزای باد نو روزی، سر انجام دادم - و روز آدینه نوزدهم 'فروزی'، بسر رشته^(۵) یام فرستادم -

شبنه بستم 'فروزی'، هنگام شام بست و یک بانگ توب دیو شریو نهنگ آهنگ و پگاه یکشنبه مژده کشايش شهر لکهنو بدین رنگ شنیده آمد، که شانزدهم 'فروزی'، فروزنده احتر آسان سروری سپه سالار نام آور، 'کمندرن چیف'، بهادر در یورش بدان روش بر سیه رویان سستیزه جوی سپه راند که سپهبری سپهبد آنایه دستت مر زجاد^(۶) گفت، و چندان آفرین باد خواند که لپش بتحاله‌زد، و زبان از جنبش باز ماند - جهان را به آبادی هژده و جهانیان را به آزادی نوید که آرزوی آزادان و نیک نهادان برآمد، و بدان و بد گهران را در آنها نیز روز و روزگار سرآمد - دگر ره شنوده شد که به نوا آوردن توب دمیدن سورنای^(۷) شادیانه چیره دستی بود - گردان سپاه پیروزی دستگاه در نورد این ناورد بر شهر دست نیافته اند، دایرانه به تیغ زنی و دشمن افگنی شتافتند اند، و پس از کشتن و خستن زی^(۸) بنگاه جلو تافته اند -

روز گیتی فروز چار شنبه بست و چار بست و چارم فروزی بهنگام هایوز چاشت:

بوستان داد را آزاد سرو آسان جاه را تابنده ما

(۱) خصوصیاً - (۲) قصیده - (۳) غزل - (۴) محتوى - (۵) دعا - (۶) شهنازی -

(۷) بروزن سی جهت و طرف

فرخ روی فرخنده خوی چیف کمشنر، بهادر ستاره سپاه به نشان سم رخش
سر زمین دهلی را آسان آسا ستاره زار ساخت، و سیزده آواز توپ دامهای خسته را
به نوید مژه و آزم نواخت :

در کابد شهر روان باز آمد فرما نفرمای شه نشان باز آمد
زین شادی و خوشدل که روداد پشمیر گوی که مگر شاهجهان باز آمد

شبیه بست و هفتم فروزی، چون روز شب گشت، و ازان شب سه بهره گزشت،
دود دل داد خواهان بر ما شب افروز بد انسان راه گرفت که نگرندهان بیخواست
فغان برداشتند که ماه گرفت (۱) - هم بروز شبیه که نشان داده آمد، فرجام
دور باش برخاست - داد پژوهان رنجور را باز و آرزو مندان آзор(۲) را زتهار
دادند -

تا دانی که درین شهر زندان از شهر بیرونست و نواحیه (۳)
اندرون، درین هر دو جا آنایه مردم را بهم در آورده اند که پنداشی پیکر
در پیکر همی خزد - شهار آنان که ازین هر دو بندیخانه در روزهای جداگانه
به پیچش رسماً جان بافته اند، فرشته جانستان داند - مسماً در شهر از هزار
کس افزون نیابی، و نامه نگار نیز در آن هزاریکی است، دیگر از آن انبوه که
راه گریز پیموده اند، اندکی رادر دور گردی چنان پنداش، که خود ازین سرزمین
نبوده اند - وبسیاری از گران پایان گردان گرد شهربا دو کروهی و چهار کروهی
در پیغوله (۴) و مغاک (۵) و گومه (۶) و کازه (۷) چون بخت خود غنوده اند -
درین گریوه گزین گروه یا بود و باش شهر را خواستارانند یا خویشاندان گرفتاران،

(۱) چاند گهن هوا - (۲) بروزن ناسور حریص - (۳) حوالات - (۴) ٹیلا - (۵) گزها -
(۶) خانه کاه و علف - (۷) خانه گل

یا ارزانش^(۱)) خوارانند، هانا 'پسن، داران - هر آئینه دادنامه های مردم از خواهش رستگاری، و ارزوی آرامش، و دریوزه روای رستاد^(۲) بیرون نیایی - دو سه هزار درخواه^(۳) از کاغذی پیرهنان^(۴) به دادگاه فراهم آمد - داد خواهان چشم براء اند و گوش براواز، تاچه بینند و چه شنوند -

مرا نیز دل از آرزوی پاسخ آن نیایش نامه و ستایش نامه که بهنجهاریام روان داشته ام، نه رسته است، و درینجا بفروض آمدنجای داور رفتن و داور را دیدن از رهگذر اندیشه های هیچ در هیچ پیکر نبسته است - کوتاهی سخن، آرار هاست که پنداری خاره است - اگر روی برآه آوری در راه نمگری - و اگر بنشینی به پیرهن بینی - عنوز شکیبای بر بیتابی چیرگی^(۵) داشت که روز دوشنبه، هشتم 'مارج، آن نامه بهر گونه نگارشی که در نورد^(۶) آن بود، بمن باز رسید - پیشانی نامه بجنبش خامه از پیش گله داور فرهنگ آموز بدین فرمان فروع اندوز که نامه را سوی فرستنده باز گردانند، تا بعیا نجی گری^(۷) داور شهر با باز فرستد - همه گفتند و من نیز دانستم، که این سود آمود پاسخ نشانیست امید فزای، واز پذیرفتن آگهی بیخش - هر آئینه آن نامه بفرمان نشانمندرا به افزودن نگارشی که همی شایست به نگاه جای سرور دادگستر شهر آرای شهریان بروز فرزانه^(۸) چارلس ساندرس^(۹) صاحب 'کمشتر، بهادر فرستادم، و نامه' ویژه^(۱۰) بنام نامی ستوده نامور در گیرنده بخواهش یافتن دیرینه 'پسن، باآن نامه همراه ساختم - چهار شنبه هفدهم 'مارج، از پیشگاه فرمانروا درباره نخستین شاد خواست^(۱۱) فرمان رسید که فرستادن این نامه که جز ستایش و چشم روشنی^(۱۲) هیچ ندارد، هیچگو نه ناگزیرنیست - من نیز اندیشیدم که درین چنین هنگام و هنگامه مهر و آزم و لابه و لاغ^(۱۳) چون گنجد؟ من که شکم بنده ام مرا نان همی باید - بیتم که آن دویمین آرزو بکدام فرمان در خور آید -

(۱) خیرات (۲) به سین مضموم روزینه - (۳) درخواست - (۴) داد خواهان - (۵) غلبه -

(۶) ملغوف - (۷) توسط - (۸) ساندرس - (۹) خاص - (۱۰) خواهش - (۱۱) تمثیت -

(۱۲) اختلاط و انساط -

شامگاه پنجمین به هر دهم 'مارج، آواز روان توانا ساز توب بمژده رسانی فیروزی در گنبد فیروزه رنگ پیچید و بدست آمدن لکهنهو و پهن گشتن سپاه کنیه خواه انگریزی در آن شارستان^(۱) چنانکه دلخواه بود، دلنشین گردید - آبادی آن شهر در و دربند و باره و بارو ندارد - همانا دیواری از انبوه آنسویه سپاه بوده باشد که زور آوران این سوی را سنگراه بوده باشد - دمی که آن دیوار نا استوار به تن باد کوشش مردان از هم ریخته باشد، هر آئینه خرام پیاده و سوار گرد از هر رهگزار انگیخته باشد - آری فره ایزدی هر کرا شهر یاری بخشید، هم تاب جهانستانی افزایدهم فرتاب جهانداری بخشید - ناگزیر هر که گردن از فرماندهان بیچد، سرشن در خور کفش است، و ستیزه زیردست با زبردست هان مشت است و درفش - جهانیان را سزد که با خداوندان بخت خداداد به خوشنودی سرفود آرند، و بردن فرمان جهانداران را پذیرفتن فرمان جهان آفرین انگارند - چون دانستیم که تیغ و نگین و بخت و تخت بخشیده کیست، دیگر سرکشی و ناخوشی از بهر چیست؟ زمزمه سنج شیراز را میرم که درین پرده هوش فزا نوای دارد:

چه کنند بنده که گردن ننمد فرمان را
چکند گوی که تن در ندید چوگان را

از بست و دوم 'مارج، در دل دیوانه همی خلد که گیتی فروردینی و نوروزی داشت و آن روز جهان فروز را همدرین روز یادی^(۲) و فردای^(۳) این روز نشان می یافتیم - امسال مگر این شهر شهر خاموشان است که از آمد آمد نوبهار هیچ گلبانگ نمی شنویم - کس نمی گوید که این سال از سالهای دوازده گانه^{*} ترکان کدام است، و برابر گشتن روزوشب را در شب و روز چه هنگام است!

(۱) عمارتهای بسیار - (۲) به دال مکسور روز گذشته - (۳) روز آئنده -

اگر هو دل (۱) بندان را خاک از خار رست، و روزنامچه^۲ جهان گردی خسرو روز از نگار ساده ماند، دروغگوی چند کم گیر و دروشی چند ناشنیده پندار- مهر پیمودن بره (۲) فراموش نکرده است که سبزه نروید و گل نشگند - آری آفرینش راهنجار بر نگردد، و چرخ جزبه هر نیز (۳) گردشی که مر او راست، ازلا (۴) دره نه نوردد، بر خویشتن همی گریم نه بر گلزار - از بخت گله می سنجم، نه از نو بهار :

جهان از گل و لاله پر بُوی و نگ من و گوشه و دامنی زیر سنگ
بهاران و من مانده بی برگ و ساز در خانه از بی نوای فراز

می نالم و می سگالم که روزگار بی پرواست - اگر من که در کنج اندوه روی بدیوار دارم سبزه و گل ننگرم، و مغز خود را ببوی گل نه پورم، از بهار چه کاهد، و از باد که تاوان خواهد ؟

در ماه اپریل، که دو بهره از فروردین (۵) و یک بهره از اردی بهشت (۶) است، کسانیکه از جرگه^۷ (۷) حکیم محمود خان در نواخانه باز مانده بودند از بند رستند، و از دام بدر جستند - هر یکی راه خویش گرفت و آن سره (۸) مرد ناز پرورد باهمه خویشان و خویشاوندان و پرده نشینان و فرزندان سوی بیتلایه رفت - گویند هنوز در کرنال روز را بشب همی آرد، تا سپس چه درسر دارد -

سر آغاز 'مشی'، شنیدن را به نوازش این آوازه نازش روی داد که دایران

(۱) به های مضموم و دال مفتوح رصد (۲) حمل، میگه - (۳) بروزن تبریز تعین و تقرر - (۴) به فتحه هر گز - (۵) مدت ماندن آفتاب در حمل

(۶) مدت ماندن آفتاب در ثور - (۷) بجیم مکسور مجمع - (۸) کهرا آدمی -

سپاه کینه خواه مرادآباد را که گزره بد اندیشان بود به ناورد نورد از هم کشیدند، و آن شهر را بهر گستردن داد بسر چشم^۱ داشت خدا داد نواب یوسف علی خان بهادر فرخ نژاد دادند - همیدون آن بجهانگیری سزاوار و بجهانداری درخور، در آن سر زمین از روی فرمان پذیری فرمان همیراند، - امید که جاودان فرمانروا ماند -

دیگر سرایند که کوهه (۱) انگیزی لشکر اژدر (۲) شکر کوه شکاف، پس از آن که شور در آن رودبار (۳) افکند، خس و خاشاک تردمان هرزه ستیز از بریلی برکنار افگند - چون چنین است زودا (۴) که بر گرانجانی چند که از هرسنگ لاخ (۵) بجا مانده، جایجا در شهر و روستا (۶) مردم را آسوده نمیگزارند و در رهگزرهای رهروان را همی آزارند، روزگار سر آید، و کشور هند سر تا سر بسایه^۷ پرچم دارایان داد گستر در آید -

سیزدهم 'جون' روز یکشنبه نزدیک به انجامیدن روز فرماننفرمای شهر بهادر جنگ خان را که به مژده جان بخشی و نوید بخشش یکهزار روپیه ماهانه شادمان گردد و سوی لاهور ره نوردد سپس روزگار آزادانه زندگانیست، و در آن شهر فرجام ماند و بود جاودانی است - هر آئینه در آئینه^۸ بیکر این روداد سزاوار آنست که از بنده درین دروغ جاه و دستگاه آزاد، و بدین آزاد زیستن خشنود و دلشداد باشد

بهرام روز (۷) بست و دوم جون هنوز هنگام فرمان رانی ستاره روز نگز شته (۸)

(۱) موج لهر - (۲) به شین مکسور و کاف مفتوح شکار کننده اژدها - (۳) جائیکه جویها و رودها باشند - (۴) بہت جلد - (۵) جای که سنگ بسیار بود - (۶) گانو - (۷) بسکون میم سه شنبه - (۸) هنگام فرمان رانی ستاره روز نگذشته بود یعنی رب الساعات آفتاب بود -

بود، و خسرو روز که هر روزش بر نیزه همیگردانند از کناره خاور نیزه بالا بلند نگشته بود که خروش توب آسان غریو^(۱) آشوب هم شماره روزهای گذشته^{*} ماه 'جون، دلماهی دوستان را به انداز سر خوشی و شادمانی از جابر انگیخت، و خاکستری سوزنده تر از آتش بر سر و روی دشمنان ریخت - نوید کشاپش شهر گوایار و بدست آمدن آن سنگین دژ^(۲) که جگر گوشه زمین است و لخت دل کوهسار، از آن رو که از فرگاه^(۳) جهان آفرین پروانه^{*} نیستی سرکشان آورد، هم بهر فرماندهان و هم برای فرمانبران از روشی^{*} چراغ آرزو نشان آورد - پیکر پیدای این روداد آنست که سرکشان گوایار را گرفتند، و ستاننده باج و سا و^(۴) سهاراجه جیاجی را شهر و شهریاری فروهشت و به آگره رفت، و از جهانبانان انگلیسیه یاوری جست، و سپاهی گران به یاریگری یافت، و به زاد بوم^(۵) شتافت تا پیروزی روزی شد - هانا از روی هر گونه وا گویه^(۶) سرانجام گمراهان هر سو به جز آن نیست که چون در گریزا گریزا از هر سو بگوایار رو آورده اند و درینجا پنیخنین شکست نهایان خورده اند، همیدون^(۷) روزی چند خسته و نژند^(۸) به رهزنی و رهرو آزاری سو بسو زمین نوردند، و پایان کار جا بجا بخواری کشته گردند - بارگیان دشت پیهای را در بیابانهای بی گیاه سینه بر زمین سای بینی، و بار آن گروه را در گزرنگه های آب گل اندازی یا بی - باز کشور هند بد انسان بیخس و خار گردد که گوشد راغ برسبزی انگاره^(۹) باع و هر رهگزار در آبادی ناید، بازار گردد -

نامه نگار را خود شست و سه سال از زندگانی گزشت، و ازین گونه گون

(۱) رعد - (۲) بکسره دال قلعه - (۳) حضرت، درگاه - (۴) خراج - (۵) مولد و مسکن (۶) چرچا - (۷) الحال - (۸) بهر دو فتح غمگین و بزرده - (۹) خاکه -

گداز شهای پنهان بیداست که اکنون از روزگار چشم داشت بیشی درنگ
بیجاست ناچار آواز دلنواز جادونوای شیراز که از من بر روان روشنش درودباد،
یادمی کنم، و بد انسان که ما تمزده از ما تعزده دیگر اندرز پذیرد، بدین
زمزمه خود را اگر شاد نتوان گفت باری از بند رنج آزاد می کنم :

دریغا که بی ما بسی روزگار بروید گل و بشگفت نو بهار
بسی تیر و دیاه و اردی بهشت بباید که ما خاک باشیم و خست

بدرسنی که راستی نهفتن شیوه آزادگان نیست، من نیم مسلمان که هم
از بند بیوند آین و کیش آزادم، و هم از رنج شکنی بدنامی خویش وارسته،
پیوسته خوی آن داشتمی که بشب جز "فرنج"، هیچ تغوردمی، و اگر
آن نیافتمی خوابم نبردی - درین هنگام که باده فرنگ در شهر بسیار گران
است و من پر تمهیل است، اگر جوانمرد خدا دوست خداشناس دریا دل مهیس داس
بفترستادن باده شکری هندی، که در رنگ با "فرنج"، برابر و در بوی از آن
خوشترستی، بر آتش دل آب نزدی جان نبردمی واژ چکر تشنگی مردمی :

از دیر دام وايد ز هر در می جست از باده ناب یکدو ساغر می جست
فرزانه مهیس داس بخشید هن آبی که برای خود سکندر می جست

از داد نتوان گذاشت، و دیده را ناگفته نتوان گذاشت، این نکوی دوست درباره
آبادی مسلمانان شهر کوشش دروغ نداشت، چون سرنوشت آسمانی بدان یار
نیود، درستی کار دشوار نمود - آبادی و آزادی هندو گروه همه دانند که
از روی آزم مهربان داوران رخ نموده است - باری به اندیشی و کارسازی این

بهی پسند نیکی گزین را درین آرامشداد^(۱) بار^(۲) بوده است - کوتاهی سخن، نیکبخت کسی است نیکی بمدم رساننده و روزگار به نای و نوش خوش گزراننده - با آنکه پای پیوند کمک آشنائی درمیان نیست ، ناگاه به همنشینی و همزاوی و گاه گاه بفرستادن ارمغانی بدمن سپاس می نمهد، و داد مهربانی می دهد -

دیگر از آشنازادگان و شاگردان من هیرا سنگه که برنای^(۳) نیک نهاد نیک نام است، در راه پاس مهر تیزگام است - همی آید و اندوه می رباشد -

دیگر از مردم این شهر نیمه ویران نیمه آباد، شیوجی رام برهمن برها نزاد که جوان خردمند و مرا بجای فرزند است، این درویش دلاریش را کمتر تنها میگزارد، و به اندازه تاب و توان خویش فرمانبری و کارسازی بجا همی آرد - پسرش بال مکند که نوجوان نیک خوی پارساست، نیز همچون پدر خویش در فرمان پذیری چست و در اندوه گساری یکتاست -

از دوستان دور دست آن سپهر مهر را ماه دو هفته، شیوا زبان هر گوپال تفته که دیرین همدم و هم آواز من است، و ازان روکه در سخن آموزگار خودم همیگوید، سخشن با آنهمه خوبی خدا داد سرمایه^{*} ناز من است ، سخن کوتاه آزاده مردیست، همه تن مهر و سراپا آزم، اورا بسخن فروع و سخن را بوی هنگامه گرم، بس که از مهر جا درون جانش داده ام "میرزا تفتله" ، مهر خوانش داده ام، از میرت^(۴) سفتله^(۵) زربعن فرستاد، و چامه و نامه بیوسته میفرستد -

(۱) بسکون شین انتظام - (۲) دخل - (۳) نوجوان - (۴) میرنه - (۵) هندوی -

این سخن که گزاردن آن ناگزیر نبود ویژه^(۱) از بهر آن آوردم که سپاس مهرورزی و مردمی ناگزارده نهاد، و نیز چون دوستان را این داستان بدست افتد، دریابند که شهر از مسماں تمیز است - شبانه خانه‌های این مردم بی چراغ است و روزانه روزن دیوارها بی دود - غالب شهر آشنای هزار دوست، که در هر کاشانه یگانه و در هر سرای آشنای داشت، درین تنها جز خامد همتوای وی و جز سایه کس همپای وی نیست :

اکنون منم که رنگ برویم نمیرسد تارخ بخون دیده نشویم هزار بار در پیکرم ز درد و دریغ است جان و دل در پسترم ز خاره و خا راست بود و تار

اگر در شهر این هر چهار تن نیز نیستی^(۲) ، هیچ کس گواه ییکسی من نیز نیستی - شگرفکاری روزگار را میرم، که درین تاراج که بشهر در هیچ خانه از کاو کاو خاک^(۳) نیز بجا نه ماند، با آنکه خانه^{*} من از دراز دستی یغمانیان برکراند ماند، سوگند میتوانم خورد که جز آنچه پوشند و گسترنند هیچ در سرا نه ماند - کشائش این گره دشوار کشای، و پیکر هویدای این راستی دروغ نه آنست، که درآن هنگام که سیه چردگان شهر را فرو گرفتند کدبانو^(۴) بی آنکه بمن گوید، چیزهای گران ارز، از زیور و رخت، هر چه داشت نهانی درخانه^{*} کالیصاحب بیزاده فرستاد، تا در آنجا در نهانخانه نگاه داشتند، و در بگل انباشتند - چون لشکر آرایان شهر را کشودند و لشکریان فرمان یغما یافتند، رازدان آن راز با من درمیان نهاد - کار از دست رفته بود، و رفتن و آوردن را گنجای نهاده - تن زدم^(۵) و خود را بدان فریقتم که چون

(۱) خصوصاً - (۲) به هر دو تختانی مجھول نبودی - (۳) بمعنی اصلی خود است یعنی 'می'، نه بمعنی هیچ - (۴) بی بی - (۵) خموش شدم -

رفتنی بود نیک است که از خانه^{*} من نرفت - ایدون که این 'جولائی'، ماه پانزدهم است و دیرین پنسن سرکار انگریزی را سرنشته^{*} باز یافت گم است، بفروختن آن گستردنی و پوشیدنی جان و تن همی پرورم - گوئی دیگران نان میخورند و من جامه همیخورم - ترسم که چون پوشیدنی همه خورده باشم، دربرهنجی از گرسنه^{*} مرده باشم - از آن جامگی خواران^(۱) که از پیش با منستند، درین رستاخیز دو سه تن از من نگستند - هر آئینه اینان را نیز همی باید پرورد، و داد آنست که آدم را از آدمی گزیر نیست، و کار بی کار گزار از پیش نتوان برد - پیرون ازین گروه، خواهندگان دگر که از پیش بچیدن خوش و ربودن بهره خوی دارند، درین ناخوش هنگام نیز به نوای جانگزای نا خوشتراز خروش خروس پی هنگام همی آزارند -

اکنون که فشار آزارهای تنانی^(۲) و گدازش رژیمهای روانی، روان و تن را بهم برزد، ناگاه در دل فرود آمد، که به آراستان این بازیجه^{*} انگریش نام چند توان پرداخت - ها نا درین کشاکش پایان کار یا مرگ امت با دریوزه - در نخستین پیکر از آن نگزیرد^(۳) که این داستان جاودان از کران برکران و از انجام بی نشان ماند، و نگرندگان را افسرده دل کند - در دو یمین پیکر بیداست که سر گزشت جز آن نخواهد بود، که از آن کوی به دور باش سر بازار آزار دادند، و ازان در به بانگی دانگی فرستادند، و خود اینها تا کجا توان سرود، و دریند رسواشی خویش باید بود - کمین (پنسن) اگر بدست آید نیز زنگ از آئینه نمی زداید و اگر فراجنگ نیامد، برآ بگینه جز منگ نیامد - و شگفت تر آن که در هر دو نیرویش^(۴) از آنجا که آب و هوای اینجا خسته را نیک نمی پرورد، هر آئینه از شهر باید رمید و در آبادانی دگر ماند و بود گزید -

(۱) نوکران - (۲) جسمانی - (۳) گزیر نباشد - (۴) هر دو تقدیر و هر دو حال -

از 'مشی، سال گزشته تا 'جولائی، سال یک هزار و هشت سد و پنجاه و هشت
 روداد نبیشه ام، و از یکم 'اگست، خامه از دست فروهشته ام - کاش در باره آن
 امید بدان خواهشهاي سه گانه، هانا مهر خوان و سراپای و ماهانه، چنانکه هم درین
 نکارش از آن گزارش آگهی داده ام، و اینک چشم نگران بدان دوخته، و دل پر
 امید بدان نهاده ام، از فرگاه شاهنشاه فیروز بخت، مهر دیمهیم، سپهر تخت، جمشید
 شید، (۱) فردون فر، کؤس کوس، سنجر سنچ (۲)، سکندر در، آن که فرمانروای روم
 ازوی سپاس گزار بجا ماندن آبروی تخت و دیمهیم است و لشکر آرای روس
 را در اندیشه ترکتاز سپاهش دل از بیم دو نیم است، اگر ستاره روز بدین
 سگاش که در جهانسوزی ناخشنودی اوست هراس نمی ورزد پرا همه روز
 دمبدم بر خویش همی لرزد، و ماه دو هفته، بدین اندیشه که در گیتی
 فیروزی گمان همچشمی اوست، از گستاخی خویش زنها (۳) نمیخواهد، چرا
 هر شب از بیم همی کاهد :

خداآند تیغ و نگین و نشان (۴) شاهنشاه شاهی ده شه اشان (۵)
 خرد مند فرخ رخ نیک خوی ز نوشیروان برده در داد گوی
 درخشان درفشی که جمشید داشت ندانی که از بهر جاوید داشت
 بدان داشت تا اندربن روزگار سپارد بدین نامور شهر یار
 زخسره ترنج زر و هفت گنج ره آورد شاه است بی دست رنج
 خود آن تخت کش باد بردی بدوش به شه پیشکش کرده فرخ سروش
 نه بینی که در کوه از مغز سنگ بر آید همی گوهر رنگ رنگ

(۱) بسین مکسور و یای معروف روشنی - (۲) بسین مفتوح جهانچ - (۳) پناه -
 (۴) رایت - (۵) نشاننده شاه -

بود مهر را چشم بر افسرش و گر نه چه کار است با گوهرش
 که آهنگ گوهر فشانی کند چنان در نشاندن روانی کند
 که آن گوهر آرد اگر در شهار شود سوده انگشت گوهر شهار
 زیم سپاهش که گه نبرد بر آرد ز دریا و کم‌ساز گرد
 بکوه ازدها و بدریا نهنج دهد جان در آب و زند سر بسنگ
 ز فر و شکوه نمایان او به افرزش و بخشش بی دریغ
 به فرگفت^(۱) بخشش خرد ور نواز درخشنده خوشید و بارزده میغ
 به بخشش شگرف و بدانش رسا وکتوریا^(۲) دانش بفترتاب^(۳) خرد مند ساز
 که یزدان پاکش نگهدار باد درنگش درین بزم بسیار باد

از روی فرمان روای فرمان روای در رسد، تا چون از بخشش جهان داور
 بهره بر گرفته باشم، هنگام رفتن از جهان ناکام نرفته باشم :

چون نگارش بدین نشان پیوست تن زدم، داستان نمیخواهم
 این نامه را پس از انجامیدن دستنبوی نام نهاده آمد، و دست بدست یزدانیان

(۱) حکم - (۲) کرامت - (۳) وکتوریا -

گالسته^{*} رنگ پوی، و در دیده اهرمن منشان آتشین گوی باد - تراج(۱)

زیستان که همیشه در روانی مایش

اجتنی ز دسا تیر بود نامه^{*} ما

ساسان ششم به کارданی مایش

(۱) بروزن سراج، آمین -

باید دانست که دساتیر نامه^{*} جند است که بر پیغمبران پارس در زبان آهانی از آهان فرود آمده است و سasan پنجم آنرا در زبان پارسی نا آمیخته به تازی ترجمه کرده است - و سasan پنجم خاتم ساسانیان است - بعد از وی سasan بر نخاسته است - نگارنده نامه چنانکه آئین سخنوارانست فخریه خود را سasan ششم همیگوید -

قطعهٔ تاریخ

آغاز کتاب از میرزا حاتم علی بیگ سهر تخلص سلمه الله تعالیٰ

اسدالله خان غالب سهر
نامه خود سال خویش داد نشان
جذا زد رقم چه دستنبو
یلد بیضا ستم چه دستنبو

۱۸۵۷

قطعهٔ تاریخ

انجام کتاب از میرزا تفتہ سلمه الله تعالیٰ

کتابی زد رقم غالب که آنرا
نوشتم تفتہ سال اختتامش
بجان و دل جهانی گشت طالب
بیا بنگر چه دستنبوی غالب

۱۸۵۸

تمام شد

فهرست افراد

خ

٣٥ خان بهادر خان
٨٠ خسرو

د

٣٥ دارا
٣٥ ده آک (ضحاک)

ذ

٦٦ ذوالفقار الدین حیدر خان

ر

٥٦ رز نگتن
٣٣ رستم
٥٧ رسول کلرک

س

٨٢ ساسان (پنجم) (پاورقی)
٨٢ ساسان (ششم)
٨٠، ٧٦، ٥٦، ٥٣، ٣٧، ٣٥ سکندر
٨٠ سنجر

ش

٤٠ شاه جہان
٣٦ شرف الدولہ
٥١ شریف خان (حکیم)
٧٧ شیوجی رام

ا

٣٣ احسن الله خان (حکیم)
٦٥ احمد علی خان
٣٣ اسفند یار
٥٦، ٥٥ الن برا (لارد)
٦٣ امین الدین احمد خان

ب

٤٤ بال مکنند
٥٩ برؤن (کرنل)
٧٣، ٦٥ بهادر جنگ خان

ت

٣٥ تقضیل حسین خان
٦٠ تلا رام

ج

٦٨ جان لارنس (سر)
٣٧ جم
٨٠ جمشید
٧٥ جیاجی راؤ 'مہا راجا'

چ

چارلس ساندرس

ح

حاتم علی بیگ سہر
حسن علی خان
حسین میرزا

ع

عبدالحکیم خان
عبدالرحمن خان
عبدالله بیگ خان

غ

غالب
غلام الله خان (حکیم)

ف

فریدون

ق

قطب الدین

ک

کالیصاحب
کاؤس
کیننگ (لارد)

ل

لیک (لارد)
محمد ضیاء الدین خان
 محمود خان (حکیم)

ن

مرتضی خان (حکیم)
ظفرالدوله سیف الدین حیدر خان
مهیس داس

و

واجد علی شاہ
وکتوریا

ھ

هرگوپال تقہ
ھمايون
ھیرا سنگھ

ی

یزد جرد
یوسف (میرزا)
یوسف علی خان (نواب)

فهرست اماکن

د

۱۶، ۶۵، ۶۸	دوچانه
دھلی، ۳۸، ۳۷، ۳۳، ۵۱، ۵۳، ۵۵، ۵۵، ۵۸	
۲۰، ۶۳، ۶۵، ۶۶، ۶۵، ۵۸	
۳۸	دھلی دروازہ

ر

۳۶	رامپور
۸۰	روس
۸۰، ۵۶	روم
۶۰	ربواری

س

۶۰	سوہنہ
----	-------

ش

۷۶، ۷۴	شیراز
--------	-------

ف

۶۰، ۳۵	فرخ آباد
۶۷، ۶۶، ۶۵	فرخ نگر
۳۷	فرنگ

ک

۷۳	کرنال
۳۸، ۳۷	کشمیری دروازہ

آ

۷۵، ۵۳	آگرہ
--------	------

|

۳۸	اجمیری دروازہ
----	---------------

۵۷، ۳۹، ۳۰	انگلستان
------------	----------

۵۶، ۳۶	انگلند
--------	--------

۳۶	اوڈ
----	-----

۶۳، ۵۶	ایران
--------	-------

ب

۷۳، ۶۰، ۳۵	بریلی
------------	-------

۶۷، ۶۶، ۶۵	بلب گر
------------	--------

۵۵	بنبٹی
----	-------

۶۶، ۶۵	بہادر گر
--------	----------

۳۶	بیلی گارڈ
----	-----------

پ

۶۶	پاتودی
----	--------

۸۲، ۳۶، ۳۵	ہارس
------------	------

۶۲، ۵۰	پتیالہ
--------	--------

ت

۳۸	ترکمان دروازہ
----	---------------

ج

۶۷، ۶۶، ۶۵	جهجر
------------	------

گ

گوالیار

ل

لاہور

لکھنؤ

لندن

لوہارو

م

مہروی

بیت

۶۳

۷۷، ۳۸

۷۵، ۷۳، ۳۶

۳۰، ۳۰

ہ

ہند

ہندوستان

ن

۷۲

۷۲، ۶۹، ۶۳، ۶۰

۵۵

۶۶، ۶۵، ۶۳

فهرست کتب

د

دستاير

دستنبو

۸۲

۸۳

فهرست منابع و مأخذ

- ۱ ابراهیم پور داود : "دستایر"، مجله ایران امروز-تهران - بهمن ماه ۱۳۲۹ - ش (شمسی)
- ۲ ادیبالممالک محمد صادق امیری فراهانی : دیوان - بااهتمام وحید دستگردی - تهران - ۱۳۱۵ - ش -
- ۳ اسدی طوسی : لغات فرس - بااهتمام دکتر عباس اقبال - تهران - ۱۳۱۹ - ش -
- ۴ الطاف حسین حالی : یادگار غالب - علی گڑه - بار دوم -
- ۵ امتیاز علی عرشی : مکاتیب غالب - رامپور - طبع سوم - ۱۹۸۵ -
- ۶ بهرام بن فرهاد : شارستان چهار چمن - بمبئی - ۱۲۲۳ - یزد گردی -
- ۷ رضا قلی هدایت : فرهنگ انجمن آرای ناصری - تهران - ۱۲۸۸ -
- ۸ سعید نفیسی : شاهکار های نشر فارسی معاصر - تهران - ۱۳۳۰ - ش -
- ۹ سید جمیل الدین ٹونکی : "دستنبو کا ایک خاص نسخہ" - مجله نوائے ادب - بمبئی - جلد ۶، شماره ۳، ۴ - جلد ۷، شماره ۷ -
- ۱۰ سید حسن تقی زاده : "لزوم حفظ فارسی فصیح" - مجله یادگار - تهران - سال پنجم، شماره ششم -
- ۱۱ سید حسن تقی زاده : مجله کاوه - برلن - سال اول - شماره هفتم -

۱۲ شمس الدین مهد فخری : معیار جمالی - باهتمام دکتر صادق کیا -
تهران - ۱۳۳۷ هـ - ش -

۱۳ شیخ مهد اکرام : آثار غالب - بمبئی - چوتها ایدیشن -

۱۴ عبدالرشید بن

عبدالغفور الحسینی

: فرهنگ رشیدی - مرتبه مهد عباسی -
تهران - ۱۳۲۷ هـ - ش -

۱۵ علی اصغر حکمت : فارسی نفر - تهران - ۱۳۲۰ هـ - ش -

۱۶ غلام رسول سهر : خطوط غالب - لاہور - تیسرا ایدیشن
(۱۹۶۲)

۱۷ غیاث الدین راسپوری : غیاث الالغات - لکھنؤ - ۱۹۳۴ -

۱۸ فیروز بن کاؤس : دساتیر آسمانی - بمبئی - ۱۸۱۸ -

۱۹ مالک رام : ذکر غالب - دہلی - ۱۹۵۰ -
(دوسرा ایدیشن) -

۲۰ محسن فانی کشمیری : دبستان المذاهب - تهران - ۱۳۲۶ هـ -

۲۱ محمد حسین تبریزی : برهان قاطع - باهتمام دکتر مهد معین - تهران
- ۱۳۳۳ هـ - ش -

۲۲ محمد معین : لغات فارسی ابن سینا و تأثیر آنها در ادبیات -
تهران - (نقل از مجله دانشکده ادبیات -

تهران - سال دوم ، شماره دوم)

۲۳ سهیش پوشاد : "تصانیف میرزا غالب کی ابتدائی اشاعتیں" ،
ماهنشاہ سب رس - حیدر آباد (دکن) -
جون ۱۹۵۱ -

۲۴ سیر جمال الدین

حسین شیرازی

: فرهنگ جهانگیری - بتصحیح سید صادق
علی غالب لکھنؤی - لکھنؤ ۱۲۹۳ / ۱۸۷۶

25. A. S. AHSAN : *Ancient Languages of Iran, the quarterly IQBAL*, Lahore, July, 1965.

